جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، ادبی، تعلیمی اور تربیتی مجلّہ

لِیُخرِجَ الَّذِینَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّورِ

القرآن الحکیم ۶۵:۱۲

النور

شمارہ مئی وجون ۲۰۰۴ء

تو پھر خدا اس

دوسری قدرت
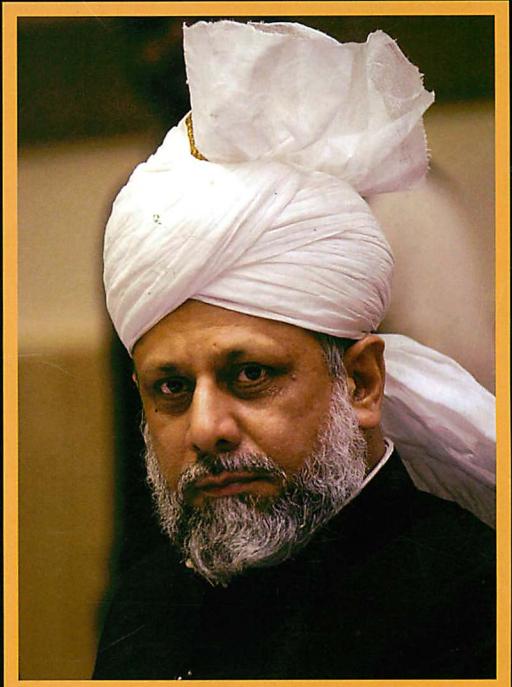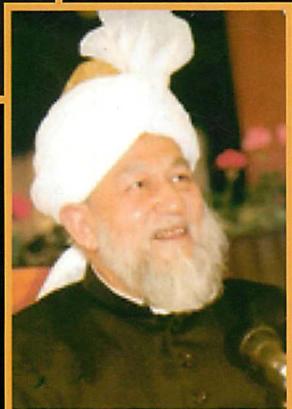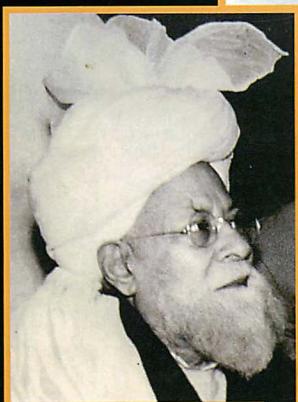
کو تمہارے لئے بھیجے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی

حضرت مسیح الموعودؑ ۔ الوصیت صفحہ ۷

بیت السمیع۔ہیوسٹن۔ٹیکساس کے
افتتاح کے موقع کی یادگار تصاویر

لِیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ (القرآن 12:65)

النــــــور

مئی۔جون 2004

جماعت احمدیہ امریکہ کا علمی، تعلیمی، تربیتی اور ادبی مجلّہ

لکھنے کا پتہ : Editors Ahmadiyya Gazette
15000 Good Hope Road
Silver Spring, MD 20905

فہرست

قرآن کریم	3
احادیث نبوی ﷺ	4
ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام	5
قدرتِ ثانیہ کی اہمیت وعظمت	6
اطاعت کی روح	28
حضرت مولوی نور الدینؓ کی سیرتِ حسنہ کے چند پہلو	29
نظم جمیل الرحمٰن، ہالینڈ	35
وَالْيَتَلَطَّفْ	36
نظم آفتاب احمد بسمل	39
خلافتِ احمدیہ کی ترقی کا راز	41
دین میں جبر نہیں	42
وقفِ عارضی	45

قرآن کریم

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ص وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ط يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا ط وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ O (النور: ٥٦)

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے اُن سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انھیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اُس نے اُن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور اُن کے لئے اُن کے دین کو، جو اُس نے اُن کے لئے پسند کیا، ضرور تمکنت عطا کرے گا اور اُن کی خوف کی حالت کے بعد ضرور اُنھیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

احادیث نبوی

صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ حُذَیْفَۃَ ؓ قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَکُوْنُ النُّبُوَّۃُ فِیْکُمْ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلیٰ مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ مَاشَآءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا عَاضًّا فَتَکُوْنُ مَاشَاءَ اللّٰہُ اَنْ تَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ مُلْکًا جَبْرِیَّۃً فَیَکُوْنُ مَا شَآءَ اللّٰہُ اَنْ یَکُوْنَ ثُمَّ یَرْفَعُھَا اللّٰہُ تَعَالیٰ ثُمَّ تَکُوْنُ خِلَافَۃٌ عَلیٰ مِنْھَاجِ النُّبُوَّۃِ ثُمَّ سَکَتَ۔

(مسند احمد صفحہ ۴/۲۷۳۔ مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذا رساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم وستم کے دَور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپؐ خاموش ہوگئے۔

☆☆☆☆

عَنْ عَائِشَۃَ ؓ سَھِرَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَقْدَمَہٗ الْمَدِیْنَۃَ لَیْلَۃً فَقَالَ : لَیْتَ رَجُلًا صَالِحًا یَحْرُسُنِیْ اللَّیْلَۃَ قَالَتْ فَبَیْنَمَا نَحْنُ کَذٰلِکَ اِذْ سَمِعْنَا خَشْخَشَۃَ السِّلَاحِ، فَقَالَ: مَنْ ھٰذَا؟ فَقَالَ: سَعْدُ بْنُ اَبِیْ وَقَّاصٍ فَقَالَ لَہٗ، رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَا جَاءَ بِکَ؟ فَقَالَ سَعْدٌ : وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ عَلیٰ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَحْرُسُہٗ، فَدَعَا لَہٗ، رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَامَ۔

(ترمذی ابواب المناقب سعد بن ابی وقاصؓ)

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ آنے کے بعد ایک رات سو نہ سکے۔ اس بے چینی کی کیفیت میں حضورؐ نے فرمایا کاش کوئی خدا کا نیک بندہ آج پہرہ پر ہوتا۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ اسی دوران ہم نے ہتھیاروں کی جھنکار سنی حضورؐ نے فرمایا۔ کون ہے ؟ باہر سے جواب ملا حضور ! میں سعد بن ابی وقاص ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ کس لئے آئے ہو؟ سعد نے جواب دیا میرے دل میں حضورؐ کے متعلق کچھ خدشہ محسوس ہوا اس وجہ سے حضورؐ کی حفاظت کی غرض سے چلا آیا۔ حضورؐ نے سعد کے لئے دعا کی اور پھر اطمینان سے سوگئے۔

☆☆☆☆

﴿ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

بیعت سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے

جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دی جاتی ہے۔

دوسری دائمی قدرت کا آنا ضروری ہے جو قیامت تک منقطع نہیں ہوگی:

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

''تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی ۔۔۔سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور بھی وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔''

(الوصیت۔روحانی خزائن جلد ۲۰ ص ۳۰۴، ۳۰۶)

''بیعت کرنے سے مراد خدا تعالیٰ کو جان سپرد کرنا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ ہم نے اپنی جان آج خدا تعالیٰ کے ہاتھ بیچ دی۔ یہ بالکل غلط ہے کہ خدا تعالیٰ کی راہ میں چل کر انجام کار کوئی شخص نقصان اٹھاوے۔ صادق کبھی نقصان نہیں اٹھا سکتا۔ نقصان اسی کا ہے جو کاذب ہے جو دنیا کے لئے بیعت کو اور عہد کو جو اللہ تعالیٰ سے اس نے کیا ہے توڑ رہا ہے۔ وہ شخص جو محض دنیا کے خوف سے ایسے امور کا مرتکب ہو رہا ہے وہ یاد رکھے بوقت موت کوئی حاکم یا بادشاہ اسے نہ چھڑا سکے گا۔ اس نے احکم الحاکمین کے پاس جانا ہے جو اس سے دریافت کریگا کہ تو نے میرا پاس کیوں نہیں کیا؟ اس لئے ہر مومن کے لئے ضروری ہے کہ خدا جو ملک السموات والارض ہے اس پر ایمان لاوے اور سچی توبہ کرے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ امر بھی یونہی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ خدا ہی یہ امر دل میں بٹھائے تو بیٹھ سکتا ہے۔ سو اس کے لئے دعا بکار ہے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدق سے قدم اٹھاتا ہے اس کو عظیم الشان طاقت اور خارق عادت قوت دی جاتی ہے۔ مومن کے دل میں ایک جذب ہوتا ہے کہ جس سے قوت جاذبہ کے ذریعہ وہ دوسروں کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر تم میں جذبِ محبت خدا تعالیٰ کی راہ میں کافی ہو تو پھر کیوں لوگ تمہاری طرف نہ کھنچے آویں اور کیوں تم میں ایک مقناطیسی طاقت نہ ہو۔ دیکھو قرآن میں سورۂ یوسف میں آیا ہے۔

﴿وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ ۚ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ﴾

(یوسف: ۲۵)

یعنی جب زلیخا نے یوسفؑ کا قصد کیا یوسفؑ بھی زلیخا کا قصد کرتا اگر ہم حائل نہ ہوتے۔ اب ایک طرف تو یوسف جیسا متقی ہے اور اس کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ بھی زلیخا کی طرف مائل ہو ہی چکا تھا اگر ہم نہ روکتے۔ اس میں سرّ یہ ہے کہ انسان میں ایک کشش محبت ہوتی ہے۔ زلیخا کی کششِ محبت اس قدر غالب آئی تھی کہ اس کشش نے ایک متقی کو بھی اپنی طرف کھینچ لیا۔

سو جائے شرم ہے کہ ایک عورت میں جذب اور کشش اس قدر ہو کہ اس کا اثر ایک مضبوط دل پر ہو جاوے اور ایک شخص جو مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس میں جذبِ محبت الٰہی اس قدر نہ ہو کہ لوگ اس کی طرف کھنچے چلے آویں۔ یہ عذر قابل پذیرائی نہیں کہ زبان میں یا وعظ میں اثر نہیں۔ اصلی نقصان قوتِ جاذبہ میں ہے۔ جب تک وہ کامل نہیں تب تک زبانی خالی باتوں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۲۳ جدید ایڈیشن)

☆☆☆

قدرتِ ثانیہ
کی
اہمیت و عظمت

(مرتبہ: حبیب الرحمٰن زیروی)

حضرت مسیح موعودؑ کے اہم ارشادات

خلیفہ کے معنیٰ

فرمایا:

''خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم 383)

خلیفہ اللہ تعالیٰ منتخب فرماتاہے

فرمایا

''صوفیاء نے لکھا ہے کہ جو شخص کسی شیخ یا رسول اور نبی کے بعد خلیفہ ہونے والا ہوتا ہے تو سب سے پہلے خدا کی طرف سے اس کے دل میں حق ڈالا جاتا ہے جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے مگر خدا تعالیٰ کسی خلیفہ کے ذریعہ اس کو مٹاتا ہے اور پھر گویا اس امر کا از سر نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اول حق انہی کے دل میں ڈالا۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 524)

نزول رحمت کا طریق

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی اولاد میں نظام قدرت ثانیہ کے ظہور کی واضح خبر دیتے ہوئے یکم دسمبر 1888ء کو پیشگوئی فرمائی۔

''دوسرا طریق انزال رحمت کا ارسال مرسلین و نبیین وائمہ و اولیاء و خلفاء ہے تا ان کی اقتداء و ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں۔ اور ان کے نمونہ پر اپنے تیئں بنا کر نجات پا جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے چاہا کہ اس عاجز کی اولاد کے ذریعہ سے یہ دونوں شق ظہور میں آجائیں۔''

(سبز اشتہار روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 462)

''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیوں اپنے بعد خلیفہ مقرر نہ کیا؟ اس میں بھی یہی بھید تھا کہ آپؐ کو خوب علم تھا کہ اللہ تعالیٰ خود ایک خلیفہ مقرر فرمادے گا کیونکہ یہ خدا کا ہی کام ہے اور خدا کے انتخاب میں نقص نہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام کے واسطے خلیفہ بنایا اور سب سے اوّل حق انہیں کے دل میں ڈالا۔۔۔ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے ہمارا نام بھی شیخ رکھا ہے۔ انت الشیخ المسیح الذی لا یضاع وقتہ۔''

(ملفوظات جلد دہم صفحہ 229-230)

مقام خلافت کی تجلیات

فرمایا:

''۔۔۔جب تو اس مقام تک پہنچ گیا تو تُو نے اپنی کوشش کو انتہاء تک پہنچا دیا اور فنا کے مرتبہ تک پہنچ گیا۔ پس اس وقت تیرے سلوک کا درخت اپنے کامل نشو و نما تک پہنچ جائے گا اور تیری روح کی گردن تقدس اور بزرگی کے مرغزار کے نرم سبزہ تک پہنچ جائے گی اس اونٹنی کی مانند جس کی گردن لمبی ہو اور اس نے اپنی گردن کو ایک سبز درخت تک پہنچا دیا ہو اور اس کے بعد حضرت احدیت کے جذبات ہیں اور خوشبوئیں ہیں اور تجلیات ہیں تا وہ بعض ان رگوں کو کاٹ دے کہ جو بشریت میں

سے باقی رہ گئی ہوں اور بعد اس کے زندہ کرنا ہے اور باقی رکھنا اور قریب کرنا اس نفس کا جو خدا کے ساتھ آرام پکڑ چکا ہے جو خدا سے راضی اور خدا اس سے راضی اور فنا شدہ ہے تا کہ یہ بندہ حیات ثانی کے بعد قبول فیض کے لئے مستعد ہو جائے اور اس کے بعد انسان کامل کو حضرت احدیت کی طرف سے خلافت کا پیرایہ پہنایا جاتا ہے اور رنگ دیا جاتا ہے الوہیت کی صفتوں کے ساتھ۔ اور یہ رنگ ظلی طور پر ہوتا ہے تا مقام خلافت محقق ہو جائے اور پھر اس کے بعد خلقت کی طرف اترتا ہے تا ان کو روحانیت کی طرف کھینچے اور زمین کی تاریکیوں سے باہر لا کر آسمانی نوروں کی طرف لے جائے۔ اور یہ انسان ان سب کا وارث کیا جاتا ہے جو نبیوں اور صدیقوں اور اہل علم اور درایت میں سے اور قرب اور ولایت کے سورجوں میں سے اس سے پہلے گزر چکے ہیں۔ اور دیا جاتا ہے اس کو علم اولین کا اور معارف گزشتہ اہل بصیرت و حکمائے ملت کے تا اس کے لئے مقام وراثت کا متحقق ہو جائے۔ پھر یہ بندہ زمین پر ایک مدت تک جو اس کے رب کے ارادے میں ہے توقف کرتا ہے تا کہ مخلوق کو نور ہدایت کے ساتھ منور کرے اور جب خلقت کو اپنے رب کے نور کے ساتھ روشن کر چکا یا امر تبلیغ کو بقدر کفایت پورا کر دیا پس اس وقت اس کا نام پورا ہو جاتا ہے اور اس کا رب اس کو بلاتا ہے اور اس کی روح اس کے نفسی نقطہ کی طرف اٹھائی جاتی ہے۔"

(ترجمہ: از خطبہ الہامیہ صفحہ 38 تا 40 روحانی خزائن جلد 16)

خلافت میں شجاعت و فراست کی روح پھونکی جاتی ہے

فرمایا: "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ بباعث چند در چند فتنوں اور بغاوت اعراب اور کھڑے ہونے والے جھوٹے پیغمبروں کے میرے باپ پر جبکہ وہ خلیفہ رسول اللہ صلعم مقرر کیا گیا وہ مصیبتیں پڑیں اور وہ غم دل پر نازل ہوئے کہ اگر وہ غم کسی پہاڑ پر پڑتے تو وہ بھی گر پڑتا اور پاش پاش ہو جاتا اور زمین سے ہموار ہو جاتا مگر چونکہ خدا کا یہ قانون قدرت ہے کہ جب خدا کے رسول کا کوئی خلیفہ اس کی موت کے بعد مقرر ہوتا ہے تو شجاعت اور ہمت اور استقلال اور فراست اور دل قوی ہونے کی روح اس میں پھونکی جاتی ہے جیسا کہ یشوع کی کتاب باب اوّل آیت 6 میں حضرت یشوع کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مضبوط ہو اور دلاوری کر یعنی موسیٰ تو مر گیا اب تو مضبوط ہو جا۔ یہی حکم قضا و قدر کے رنگ میں نہ شرعی رنگ میں حضرت ابو بکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔"

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 186)

نظام خلافت کی دائمی ضرورت و اہمیت

فرمایا:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کے لئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔ پس جو شخص خلافت کو صرف تیس برس تک مانتا ہے وہ اپنی نادانی سے خلافت کی علت غائی کو نظر انداز کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ تو ہرگز نہیں تھا کہ رسول کریمؐ کی وفات کے بعد تیس برس تک رسالت کی برکتوں کو خلیفوں کے لباس میں قائم رکھنا ضروری ہے پھر بعد اس کے دنیا تباہ ہو جائے تو ہو جائے کچھ پرواہ نہیں۔۔۔ پس یہ حقیر خیال خدا تعالیٰ کی نسبت تجویز کرنا کہ اس کو صرف اس امت کے تیس برس کا ہی فکر تھا اور پھر اس کو ہمیشہ کے لئے ضلالت میں چھوڑ دیا اور وہ نور جو قدیم سے انبیاء سابقین کی امت میں خلافت کے آئینہ میں وہ دکھلاتا رہا اس امت کے لئے دکھلانا اس کو منظور نہ ہوا۔ کیا عقل سلیم خدائے رحیم و کریم کی نسبت ان باتوں کو تجویز کرے گی ہرگز نہیں اور پھر یہ آیت خلافت آئمہ پر گواہ ہے۔

"وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ أَنَّ الْأَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔"

کیونکہ یہ آیت صاف صاف پکار رہی ہے کہ اسلامی خلافت دائمی ہے اس لئے کہ یَرِثُهَا کا لفظ دوام کو چاہتا ہے وجہ یہ کہ اگر آخری نوبت فاسقوں کی ہو تو زمین کے وارث وہی قرار پائیں گے نہ صالح اور سب کا وارث وہی ہوتا ہے جو سب کے بعد ہو"۔ (شہادت القرآن)

(روحانی خزائن جلد ششم ص 253-254)

اللّٰھمّ صلّ علیٰ محمّدٍ وعلیٰ آل محمّدٍ وعلی خلفاء محمّدٍ وبارک وسلم انّك حمیدٌ مجید۔

حضرت مسیح موعودؑ اس بارے میں فرماتے ہیں:

''اس بات کو عقل ضروری تجویز کرتی ہے کہ چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہایت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے نہ خدا تعالیٰ کبھی کسی کو نظر آیا نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی اور نہ دوزخ کا ملاحظہ کیا اور نہ ملائک سے ملاقات ہوئی' اور علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں۔اور نفس امارہ جن باتوں میں لذت پاتا ہے احکام الٰہی ان سے منع کرتے ہیں۔ لہٰذا عندالعقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لے کر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیر اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں' یا تو وہ ایک لمبی عمر لے کر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر یک اپنی نئی امت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھ کر اور اپنے پُرفیض پروں کے نیچے ان کو لے کر وہ برکت اور نور اور روحانی معرفت پہنچاویں جو انہوں نے ابتداء زمانہ میں پہنچائی تھی۔اور اگر ایسا نہیں تو پھر ان کے وارث جو انہی کے کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کر سکتے ہوں' اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھلا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین تک پہنچا سکتے ہوں۔ہمیشہ فتنہ اور فساد کے وقتوں میں ضرور پیدا ہونے چاہئیں' تا انسان جو مغلوب شبہات ونسیان ہے ان کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے۔ کیونکہ یہ بات نہایت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آ جاتے ہیں' پھر دوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کی عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اس کی صحت نبوت اور صداقت دعویٰ پر استدلال ہوتے تھے نئی صدی کے لوگوں کو کچھ قصے سے معلوم ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ انشراح ایمانی اور جوش اطاعت جو نبی کے دیکھنے والوں میں ہوتا ہے دوسروں میں وہ بات پائی نہیں جاتی۔''

(شہادت القرآن' روحانی خزائن جلد نمبر6 صفحہ 345)

''جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی بآواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہے۔۔۔پھر بعض اور آیات ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور خداوند کریم نے یہی ارادہ فرمایا ہے کہ روحانی معلم جو انبیاء کے وارث ہیں ہمیشہ ہوتے رہیں اور وہ یہ ہیں۔

(النور:56)

یعنی خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے وعدہ کیا ہے کہ تمہیں بھی وہ زمین میں خلیفہ کرے گا جیسا کہ تم سے پہلوں کو کیا۔۔۔ان آیات کو اگر کوئی شخص تامل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیوں کر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ خدا تعالیٰ خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا ہے اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے۔''

(شہادت القرآن' روحانی خزائن جلد6 صفحہ 351 تا 353)

''یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے اور اُن کو غلبہ دیتا ہے۔جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَ غْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ' (ترجمہ: خدا نے لکھ رکھا ہے کہ وہ اور اس کے نبی غالب رہیں گے۔) اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہو جائے۔۔۔لیکن اس کی پوری تکمیل اُن کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دے کر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دے دیتا ہے۔اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کر چکتے ہیں تو پھر ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے اور ایسے اسباب پیدا کر دیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔

غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اوّل خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔۔۔جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وقت میں ہوا جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا۔۔۔

سو اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی

خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا اور وہ دوسری قدرت نہیں آ سکتی جب تک میں نہ جاؤں۔لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔''

''میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو اور چاہئیے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے''

'' اور چاہئیے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز رُوح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہو سکتی اور نفسانی جذبات کو بکلّی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہیں اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو وہ درد جس سے خدا راضی ہو اس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہو اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہو کر اس کی طرف آ جاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم کسی طرح پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا چھوڑ کر اپنی لذات چھوڑ کر اپنی عزت چھوڑ کر اپنا مال چھوڑ کر اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اٹھا لو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے اور تم اُن راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تقویٰ ایک ایسا درخت ہے جس کو دل میں لگانا چاہئیے۔وہی پانی جس سے تقویٰ پرورش پاتی ہے۔تمام باغ کو سیراب کر دیتا ہے۔تقویٰ ایک ایسی جڑ ہے کہ اگر وہ نہیں تو سب کچھ ہیچ ہے اور اگر وہ باقی رہے تو سب کچھ باقی ہے۔انسان کو اس فضولی سے کیا فائدہ جو زبان سے خدا طلبی کا دعویٰ کرتا ہے لیکن قدمِ صدق نہیں رکھتا۔دیکھو میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ آدمی ہلاک شدہ ہے جو دین کے ساتھ کچھ دنیا کی ملونی رکھتا ہے ۔۔۔پس اگر تم دنیا کی ایک ذرہ بھی ملونی اپنی اغراض میں رکھتے ہو تو تمہاری تمام عبادتیں عبث ہیں۔''

(روحانی خزائن جلد نمبر ۲۰ صفحہ ۳۰۴-۳۰۸)

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ۔۔۔فرماتے ہیں:۔

''حضرت صاحب کی الوصیت میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں جس کو خلیفہ بنانا تھا اس کا معاملہ تو خدا کے سپرد کر دیا اور ادھر چودہ اشخاص (جو صدر انجمن کے ممبر اور ٹرسٹی تھے۔ناقل) کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر ان چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اسے اپنا خلیفہ مانو۔اور اس طرح تمہیں اکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ تمام قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔اب جو اجماع کا خلاف کرنے والا ہے وہ خدا کا مخالف ہے۔''

''خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پروا نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔۔۔تم معاہدہ کا حق پورا کرو۔ پھر دیکھو کہ کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔۔۔''

(حیات نور صفحہ 390)

حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''کہا جاتا ہے کہ خلیفہ کا کام صرف نماز پڑھا دینا اور یا پھر بیعت لے لینا ہے۔ یہ کام تو ایک ملاں بھی کر سکتا ہے اس کے لئے کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں اور میں اس قسم کی بیعت پر تھوکتا بھی نہیں۔ بیعت وہ ہے جس میں کامل اطاعت کی جائے اور خلیفہ کے کسی ایک حکم سے بھی انحراف نہ کیا جائے''

ایک اور موقعہ پر آپؓ نے فرمایا کہ:

''اس (خدا) نے ، نہ تم میں سے کسی نے ، مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے کہ میں تمہارے مال اور

تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دیدیا کرتا تھا مگر کسی نے غلطی میں ڈالا اور اس نے کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے اور ہم اس کے محافظ ہیں۔تب میں نے محض خدا کی رضاء کے لئے اس روپیہ کا دینا بند کر دیا کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں۔ایسا کہنے والے نے غلطی کی، نہیں بے ادبی کی۔اسے چاہئے کہ وہ توبہ کرے اب بھی توبہ کرے، اب بھی توبہ کرے، ایسے لوگ اگر توبہ نہ کریں تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا''

(بدر یکم فروری 1912ء)

اسی طرح خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے لاہور کی ایک تقریر کے دوران فرمایا:-

''خلافت کیسری کی دوکان کا سوڈا واٹر نہیں۔تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے میں جب مروں گا تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اسے آپ کھڑا کرے گا۔۔۔مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے۔اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے''۔(بدر جولائی 1912ء)

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تمہاری نسبت نہیں بلکہ اگلے خلیفہ کے اختیارات کی نسبت بحث کرتے ہیں مگر تمہیں کب معلوم کہ وہ ابوبکر اور مرزا صاحب سے بھی بڑھ کر آئے''۔

(خطبہ عید الفطر۔بدر 21/اکتوبر 1909ء)

خلافت کی ضرورت واہمیت اور مالی بدظنی کرنے والوں کو جواب

''میں اس مسجد میں قرآن ہاتھ میں لے کر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے پیر بننے کی ہرگز خواہش نہیں۔اور نہ تھی قطعاً خواہش نہ تھی۔ خدا تعالیٰ کے منشاء کو کون جان سکتا ہے۔اس نے جو چاہا کیا۔تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا۔ اور اس نے آپ، نہ تم میں سے کسی نے مجھے خلافت کا کرتہ پہنا دیا۔میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔باوجود اس کے میں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا روادار نہیں۔اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں۔تمہارا مال جو میرے پاس نذر کے رنگ میں آتا تھا۔اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دے دیا کرتا تھا۔مگر کسی (نے اس کو) غلطی میں ڈالا۔اور اس نے کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے۔ اور ہم اس کے محافظ ہیں۔تب میں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کو دینا بند کر دیا۔کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں؟ ایسا کہنے والے نے غلطی کی۔نہیں بے ادبی کی۔اسے چاہئے کہ وہ توبہ کرے۔میں پھر کہتا ہوں کہ وہ توبہ کر لے۔اب بھی توبہ کر لیں۔ایسے لوگ اگر توبہ نہ کریں گے۔تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا۔

ایک وقت کسی نے مجھ سے جھگڑا کیا۔اس وقت کے بعد سے میں ایسے اموال ان کو دیتا نہیں جو بخصوص مجھے ہی دیئے جاتے ہیں۔ہاں میں انہیں ایک مد میں رکھتا ہوں اور اسے ایسی جگہ خرچ کرتا ہوں۔جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ ہو۔میں اپنی ذات اور اپنے متعلقین کے لئے تمہارے کسی روپیہ کا محتاج نہیں ہوں اور کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا۔وہ اپنے غیب کے خزانوں سے مجھے دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اور میں اب تک وہ کسب کر لیتا ہوں جو خدا تعالیٰ نے مجھے دیا ہے یاد رکھو! میں پھر کہتا ہوں کہ میں تمہارے اموال کا محتاج نہیں ہوں اور نہ تم سے مانگتا ہوں تم میرے پاس اگر کچھ بھیجتے ہو۔تو اسے اپنے فہم کے موافق خدا کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہوں کہ وہ کونسی بات ہو سکتی تھی کہ میں پیر بننے کی خواہش کرتا۔اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا کیا اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے نہ کسی اور کا۔اس لئے تم ادب سیکھو۔کیونکہ یہی تمہارے لئے بابرکت راہ ہے۔تم اس حبل اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔یہ بھی خدا ہی کی رسن ہے۔جس نے تمہارے متفرق اجزا کو اکٹھا کر دیا ہے۔پس اسے مضبوط پکڑے رکھو''۔

خلیفہ معزول نہیں ہو سکتا

''تم خوب یاد رکھو کہ معزول کرنا تمہارے اختیار میں نہیں۔تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو۔مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔آدم کو، داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ جو لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ میں موعود ہے اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔پس مجھے اگر خلیفہ بنایا ہے تو خدا نے بنایا ہے۔اور اپنے مصالح سے بنایا ہاں تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی۔اس لئے تم میں سے کوئی مجھے معزول کرنے کی قدرت اور طاقت نہیں رکھتا۔اگر خدا تعالیٰ نے مجھے معزول کرنا ہوگا۔تو وہ مجھے موت دے دیگا۔(اللّٰھم اید الاسلام والمسلمین ببقائہ وطول حیاتہ۔ایڈیٹر) تم

اس معاملہ کو خدا کے حوالے کردو۔تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ میں تم میں سے کسی کا بھی شکر گزار نہیں ہوں۔جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے خلیفہ بنایا۔ مجھے یہ لفظ ہی دکھ دیتا ہے۔ جو کسی نے کہا کہ پارلی منٹوں کا زمانہ ہے۔ دستوری حکومت ہے۔ایران اور پرتگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ٹرکی میں پارلیمنٹ مل گیا۔ میں کہتا ہوں وہ بھی توبہ کر لے۔ جو اس سلسلہ کو پارلیمنٹ اور دستوری سمجھتا ہے۔کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو پارلیمنٹ نے کیا سکھ دیا۔ اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ترکوں کو پارلیمنٹ کے بعد کیا نیند آئی ہے؟ ایرانیوں نے کیا فائدہ اٹھایا۔محمد علی شاہ کے سامنے کتنوں کو غارت کرایا۔اور اب پچھلوں کو الٹی میٹم آتے ہیں۔''

(بدر یکم فروری 1912ء)

احمدیہ بلڈنگ میں خلافت کے موضوع پر حضرت خلیفہ اولؓ کی معرکۃ الآراتقریر، ۱۶،۱۷/ جون ۱۹۱۲ء

''تم کو بھی خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمارے بادشاہ حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ایک کیا پھر اس کے مرنے کے بعد میرے ہاتھ پر تم کو تفرقہ سے بچایا۔اس نعمت کی قدر کرو اور نکمی بحثوں میں نہ پڑو۔ میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے۔حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی کو۔ میں نے کہا کہ کسی رافضی کو جا کر کہہ دو کہ علی کا حق تھا۔ابوبکر نے لے لیا۔''

''میں نہیں سمجھتا کہ اس قسم کی بحثوں سے تمہیں کیا اخلاقی یا روحانی فائدہ پہنچتا ہے۔جس کو خدا تعالیٰ نے چاہا خلیفہ بنا دیا۔اور تمہاری گردنیں اس کے سامنے جھکا دیں۔ خدا تعالیٰ کے اس فعل کے بعد بھی تم اس پر اعتراض کرو تو سخت حماقت ہے۔ میں نے تمہیں بارہا کہا ہے کہ قرآن مجید سے دکھایا ہے کہ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں ہے بلکہ خدا تعالیٰ کا کام ہے۔آدم کو خلیفہ بنایا کس نے؟ اللہ تعالیٰ نے! فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلٌ''فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ۔ اس خلافتِ آدم پر فرشتوں نے اعتراض کیا۔ کہ حضور وہ مفسد فی الارض اور مفسک الدم ہو گا۔مگر انہوں نے اعتراض کر کے کیا پھل پایا؟ تم قرآن مجید میں پڑھ لو کہ آخر انہیں آدم کے لئے سجدہ کرنا پڑا۔ پس اگر کوئی مجھ پر اعتراض کرے۔ اور وہ اعتراض کرنے والا فرشتہ بھی ہو۔تو میں اسے کہہ دوں گا کہ آدم کی خلافت کے سامنے مسجود ہو جاؤ تو بہتر ہے اور اگر وہ اِبٰی اور اِسْتِکْبَار کو اپنا شعار بنا کر ابلیس بنتا ہے۔ تو پھر یاد رکھے کہ ابلیس کو آدم کی مخالفت نے کیا پھل دیا۔ میں پھر کہتا ہوں کہ اگر کوئی فرشتہ بن کر بھی میری خلافت پر اعتراض کرتا ہے تو سعادتمند فطرت اسے اُسْجُدُوْ لِاٰدَمَ کی طرف لے آئے گی اور اگر ابلیس ہے تو اس دربار سے نکل جائے گا۔''

''پھر دوسرا خلیفہ داؤد تھا یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰکَ خَلِیْفَۃً فِی الْاَرْضِ ۔(ترجمہ: اے داؤد تجھے زمین میں خلیفہ ہمیں نے بنایا ہے) داؤد کو بھی خدا ہی نے خلیفہ بنایا۔ ان کی مخالفت کرنے والوں نے تو یہاں تک ایجی ٹیشن کی کہ وہ انارکسٹ لوگ آپ کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور کود پڑے۔مگر جس کو خدا نے خلیفہ بنایا تھا۔کون تھا جو اس کی مخالفت کر کے نیک نتیجہ دیکھ سکے۔''

''پھر اللہ تعالیٰ نے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو خلیفہ بنایا۔ رافضی اب تک اس خلافت کا ماتم کر رہے ہیں۔مگر کیا تم نہیں دیکھتے کروڑوں انسان ہیں جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر درود پڑھتے ہیں۔''

''میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔''

''یہ وہ مسجد ہے جس نے میرے دل کو خوش کیا۔ اس کے بانیوں اور امداد کنندوں کے لئے میں نے بہت دعا کی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ میری دعائیں عرش تک پہنچی ہیں پس اس مسجد میں کھڑے ہو کر جس نے مجھے بہت خوش کیا اور اس شہر میں آکر اس مسجد ہی میں آنے سے خوشی ہوتی ہے میں اس کو ظاہر کرتا ہوں کہ جس طرح پر آدم، داؤد اور ابوبکر وعمر کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا۔اسی طرح اللہ تعالیٰ ہی نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔''

''اگر کوئی کہے کہ انجمن نے خلیفہ بنایا ہے تو وہ جھوٹا ہے۔اس قسم کے خیالات ہلاکت کی حد تک پہنچاتے ہیں۔تم ان سے بچو۔ پھر سن لو کہ مجھے نہ کسی انسان نے نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے۔نہ ہی میں کسی انجمن کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ وہ خلیفہ بنائے پس مجھ کو نہ کسی انجمن نے بنایا اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا۔ اور اس کے چھوڑ دینے پر تھوکتا بھی نہیں۔اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی ردا کو مجھ سے چھین لے۔''

(حیات نور صفحہ 563)

''اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے۔ جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے۔ پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہہ دیں۔ پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب صاحب کا حق ہے یا ام المومنین کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو

خلافت کے حق دار ہو سکتے ہیں۔مگر یہ کیسی عجیب بات ہے کہ جو لوگ خلافت کے متعلق بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کا حق کسی اور نے لے لیا ہے وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ سب کے سب میرے فرمانبردار اور وفادار ہیں اور انہوں نے اپنا دعویٰ ان کے سامنے پیش نہیں کیا۔۔مرزا صاحب کی اولاد دل سے میری فدائی ہے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ جتنی فرمانبرداری میرا پیارا محمود، بشیر، شریف، نواب ناصر، نواب محمد علی خاں کرتا ہے تم میں سے ایک بھی نظر نہیں آتا۔‘‘

’’میں کسی لحاظ سے نہیں کہتا بلکہ میں امر واقعہ کا اعلان کرتا ہوں کہ ان کو خدا کی رضا کے لئے محبت ہے۔ بیوی صاحبہ کے منہ سے بیسیوں مرتبہ میں نے سنا ہے کہ میں تو آپ کی لونڈی ہوں۔۔۔میاں محمود بالغ ہے۔ اس سے پوچھ لو کہ وہ سچا فرمانبردار ہے۔ ہاں ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ سچا فرمانبردار نہیں۔مگر نہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ وہ میرا سچا فرمانبردار ہے ایسا فرمانبردار کہ تم (میں سے) ایک بھی نہیں۔جس طرح پر علیؓ، فاطمہؓ، عباسؓ نے ابوبکرؓ کی بیعت کی تھی۔اس سے بھی بڑھ کر مرزا صاحب کے خاندان نے میری فرمانبرداری کی ہے اور ایک ایک ان میں سے مجھ پر ایسا فدا ہے کہ مجھے کبھی وہم بھی نہیں آ سکتا کہ میرے متعلق انہیں کوئی وہم آتا ہے۔‘‘

’’سنو! میرے دل میں کبھی یہ غرض نہ تھی کہ میں خلیفہ بنتا۔ میں جب مرزا صاحب کا مرید نہ تھا تب بھی میرا یہی لباس تھا۔ میں امراء کے پاس گیا اور معزز حیثیت میں گیا۔مگر تب بھی یہی لباس تھا۔مرید ہو کر بھی اسی حالت میں رہا۔مرزا صاحب کی وفات کے بعد جو کچھ کیا خدا تعالیٰ نے کیا۔ میرے وہم وخیال میں بھی یہ بات نہ تھی مگر خدا تعالیٰ کی مشیت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا۔ مجھے تمہارا امام وخلیفہ بنا دیا۔اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے ان کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو؟ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔۔۔میں کسی کا خوشامدی نہیں۔ مجھے کسی کے سلام کی بھی ضرورت نہیں اور نہ تمہاری نذر اور پرورش کا محتاج ہوں۔اور خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ ایسا وہم بھی میرے دل میں گزرے۔‘‘

’’اللہ تعالیٰ نے مخفی در مخفی خزانہ مجھے دیا ہے۔کوئی انسان اور بندہ اس سے واقف نہیں۔میری بیوی اور بچے تم میں سے کسی کے محتاج نہیں۔اللہ تعالیٰ آپ ان کا کفیل ہے۔تم کسی کی کیا کفالت کرو گے۔وَاللّٰہُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ‘‘

’’جو سنتا ہے وہ سن لے اور خوب سن لے اور جو نہیں سنتا۔اس کو سننے والے پہنچا دیں کہ یہ اعتراض کرنا کہ خلافت حقدار کو نہیں پہنچی۔رافضیوں کا عقیدہ ہے۔اس سے توبہ کر لو۔اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جس کو حقدار سمجھا۔خلیفہ بنا دیا۔جو اس کی مخالفت کرتا ہے۔وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔فرشتے بن کر اطاعت اور فرمانبرداری کرو۔ابلیس نہ بنو۔‘‘

’’جیسا کہ ابھی میں نے کہا۔ یہ رفض کا شبہ ہے جو خلافت کی بحث تم چھیڑتے ہو۔ یہ تو خدا سے شکوہ کرنا چاہئے کہ بھیرہ کا رہنے والا خلیفہ ہو گیا۔کوئی کہتا ہے خلیفہ کرتا ہی کیا ہے؟ لڑکوں کو پڑھاتا ہے۔کوئی کہتا ہے کہ کتابوں کا عشق ہے۔اس میں مبتلا رہتا ہے۔ہزار نالائقیاں مجھ پر تھوپو۔ مجھ پر نہیں یہ خدا پر لگیں گی جس نے مجھے خلیفہ بنایا۔ یہ لوگ ایسے ہی ہیں۔ جیسے رافضی ہیں۔ جو ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر اعتراض کرتے ہیں۔‘‘

’’غرض کفر وایمان کے اصول تم کو بتا دیئے گئے ہیں ۔حضرت صاحب خدا کے مرسل ہیں۔اگر وہ نبی کا لفظ اپنی نسبت نہ بولتے۔تو بخاری کی حدیث کو نعوذ باللہ غلط قرار دیتے۔جس میں آنے والے کا نام نبی رکھا ہے۔ پس وہ نبی کا لفظ بولنے پر مجبور ہیں۔

اب ان کے ماننے اور نہ ماننے کا مسئلہ صاف ہے۔ عربی بولی میں کفر انکار ہی کو کہتے ہیں ایک شخص اسلام کو مانتا ہے۔اس حصہ میں اس کو اپنا قریبی سمجھ لو۔جس طرح پر یہود کے مقابلہ میں عیسائیوں کو قریبی سمجھتے ہو۔ اسی طرح پر یہ مرزا صاحب کا انکار کر کے ہمارے قریبی ہو سکتے ہیں اور پھر مرزا صاحب کے بعد میرا انکار ایسا ہی ہے جیسے رافضی صحابہؓ کا کرتے ہیں۔

ایسا صاف مسئلہ ہے مگر نکمے لوگ اس میں بھی جھگڑتے رہتے ہیں نکمے لوگ ہیں اور کام نہیں ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں۔ایک تو وہ ہیں جو قلعے فتح کرتے ہیں اور ایک یہ ہیں۔‘‘

کیا کوئی خلافت کے کام میں روک ہے؟

’’تیسری بات یہ ہے کہ بعض لوگوں کا خیال ہے اور وہ میرے دوست کہلاتے ہیں اور میرے دوست ہیں وہ کہتے ہیں کہ خلافت کے کام میں روک لاہور کے لوگ ڈالتے ہیں۔ میں نے قرآن کریم اور حدیث کو استاد سے پڑھا ہے اور میں دل سے انہیں مانتا ہوں۔میرے دل میں قرآن اور حدیث کی محبت بھری ہوئی ہے۔ سیرۃ کی کتابیں ہزاروں روپیہ خرچ کر کے لیتا ہوں۔ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے اور یہی میرا ایمان ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کام کو کرنا چاہتا ہے تو کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔‘‘

''آدم اور داؤد کا خلیفہ ہونا میں نے پہلے بیان کیا۔اور پھر اپنی سرکار کے خلیفہ ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کا ذکر کیا اور یہ بھی بتایا کہ جس طرح ابوبکر اور عمر خلیفہ ہوئے رضی اللہ عنہما۔اسی طرح پر خدا تعالیٰ نے مجھے مرزا صاحب کے بعد خلیفہ کیا۔اب اور سنو!

ثُمَّ جَعَلْنَاکُمْ خَلَائِفَ فِی الْاَرْضِ

تم سب کو بھی زمین میں اللہ تعالیٰ نے ہی خلیفہ کیا۔یہ خلافت اور رنگ کی ہے۔پس جب خلیفہ بنانا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے۔تو کسی اور کی کیا طاقت ہے کہ اس کے کام میں روک ڈالے۔''

''اگر مان لیا ہے تو شکر کرو اور نہیں تو صبر کی دوا موجود ہے۔میں باوجود اس بیماری کے جو مجھے کھڑا ہونا تکلیف دیتا ہے۔اس موقعہ کو دیکھ کر سمجھتا ہوں کہ خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں (جو سہل الحصول ہو ۔ناقل) تم اس بکھیڑے سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔نہ تم کو کسی نے خلیفہ بنانا ہے اور نہ میری زندگی میں کوئی اور بن سکتا ہے۔ جب میں مرجاؤں گا (اللھم متعنا بطول حیاتہ) تو پھر وہی کھڑا ہوگا۔جس کو خدا چاہے گا اور خدا اس کو آپ کھڑا کردے گا۔''

''تم نے میرے ہاتھوں پر اقرار کئے ہیں۔تم خلافت کا نام نہ لو۔مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو کہ میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں۔جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔''

''دیکھو! میری دعائیں عرش میں بھی سنی جاتی ہیں۔میرا مولیٰ میرے کام میری دعا سے بھی پہلے کر دیتا ہے۔میرے ساتھ لڑائی کرنا خدا سے لڑائی کرنا ہے۔تم ایسی باتوں کو چھوڑ دو اور توبہ کرلو۔۔۔تھوڑے دن صبر کرو۔پھر جو پیچھے آئے گا۔اللہ تعالیٰ جیسا چاہے گا وہ تم سے معاملہ کرے گا۔''

''سنو! تمہاری نزاعیں تین قسم کی ہیں۔اول ان امور اور مسائل کے متعلق ہیں۔جن کا فیصلہ حضرت صاحب نے کر دیا ہے۔جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں۔جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر رائے زنی نہ کرو۔جن پر ہمارے امام اور مقتدا نے قلم نہیں اٹھایا۔تم ان پر جرأت نہ کرو ورنہ تمہاری تحریریں اور کاغذ ردی کر دیں گے۔تم میں کوئی تصنیف کرتا ہے اور اگر کہو کہ تمہارا قلم نہیں لکھ سکتا۔تو کیا ہم بھی نہ لکھیں؟ تو نورالدین ، تصدیق، فصل الخطاب، ابطال الوہیت مسیح کو پڑھ لو۔مجھے لکھنا آتا ہے اور خوب آتا ہے۔مگر خدا تعالیٰ کی ایک مصلحت نے روک رکھا ہے اور ہاں خدا نے روکا ہے۔۔۔''

''اب میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔میرے بڑھاپے اور بیماری کو دیکھ لو۔اپنے اختلافوں کو دیکھ لو۔کیا یہ تمہیں خدا سے ملا دیں گے۔اگر نہیں تو پھر ہماری بات مانو اور محبت سے رہو اور اس طرح پر رہو کہ میں تمہیں دیکھ کر اسی طرح خوش ہو جاؤں جس طرح پر مسجد کو دیکھ کر خوش ہوا۔جس طرح شہر میں داخل ہو کر مسجد کو دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی خدا کرے کہ جاتے ہوئے مجھے یہ آواز آوے کہ تم باہم ایک ہو۔اور تم محبت سے رہتے ہو۔تم بھی دعاؤں سے کام لو۔میں بھی تمہارے لئے دعائیں کروں گا۔وباللہ توفیق''

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے زمانہ خلافت کا غالباً سب سے اہم کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے خلافت کے مقام کی عظمت کو قائم رکھنے کے لئے جس جرأت اور اولوالعزمی کا ثبوت دیا ہے اگر اسے اس وقت کے حالات کے لحاظ سے بے نظیر قرار دیا جائے تو اس میں کوئی مبالغہ نہیں ہوگا۔آپ کے مقابل پر جو لوگ تھے وہ صدر انجمن کے کرتا دھرتا تھے اور اپنی خدمت اور زمانہ حال کی اعلیٰ ڈگریوں کی وجہ سے یہ سمجھتے تھے کہ جماعت میں انہیں اس قدر وقار اور اعزاز حاصل ہے کہ وہ اگر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کی غلط تعبیر کر کے بھی جماعت کو اپنے پیچھے لگانا چاہیں تو وہ ایسا کرنے کی مقدرت رکھتے ہیں۔چنانچہ اسی خیال کی بناء پر انہوں نے جماعت کے عقائد کو بگاڑنے کی کوششیں کیں۔جن میں سے غالباً سب سے بڑی کوشش یہ تھی کہ وہ انجمن کو حاکم اور خلیفہ کو محکوم بنانا چاہتے تھے۔بلکہ ان کے ارادے تو یہاں تک خطرناک تھے کہ اگر ان کا بس چلے تو وہ خلیفۃ المسیح کو خلافت سے معزول کرنے پر بھی آمادہ تھے۔مگر حضرت خلیفۃ المسیح کی گرفت ایسی مضبوط تھی کہ جب آپ ان لوگوں کی غلط روش اور بے راہ روی کو بے نقاب کرنے کے لئے جماعت کو خطاب فرماتے تھے تو آپ کا انداز اس قدر پرشوکت اور پرجلال ہوتا تھا کہ کیا مجال تھی کسی کی کہ وہ اٹھ کر آپ کی کسی بات کو رد کر سکے۔آپ کے فرامین کو سن کر یہ لوگ سارے کے سارے جھاگ کی طرح بیٹھ جاتے تھے۔اور معافیاں مانگنے کے سوا انہیں کوئی چارہ نہیں ہوتا تھا۔خلافت کے مقام کی عظمت کو قائم کرنے کے سلسلہ میں یقیناً آپ کا جماعت پر اس قدر احسان ہے کہ اسے قیامت تک نہیں بھلایا جا سکتا۔کیونکہ اگر خدانخواستہ اس خطرناک زلزلے کے وقت آپ کے قدم ڈگمگا جاتے اور آپ وقتی طور پر ان لوگوں کے فتنے سے مرعوب ہو کر ان کے آگے جھک جاتے۔تو آج

عالم احمدیت کا نقشہ ہی اور ہوتا۔سلسلہ کی وہ عظمت جو آج اسے قیام خلافت کی وجہ سے حاصل ہے۔ یقیناً قائم نہ رہتی۔ اور سلسلہ دنیا کی اور انجمنوں کی طرح ایک انجمن بن کر رہ جاتا۔مگر آپ نے اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید سے گری ہوئی جماعت کو سنبھال لیا اور تشتت اور پراگندگی کی زندگی سے بچا کر وحدت کی سلک میں پرو دیا۔ اور اپنے اس عظیم الشان کارنامے سے آنے والی نسلوں کو یہ قیمتی سبق دیا کہ خلافت تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی ایک مقدس امانت اور اس کے افضال میں سے ایک عظیم الشان فضل ہے۔ اگر تم نے اس مقدس امانت کی حفاظت اور اس بڑے فضل کی قدر کی تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں ترقی کے راستہ پر گامزن ہونے سے روک نہیں سکے گی اور احمدیت کا پرچم انشاء اللہ تمام دنیا پر کامیابی اور کامرانی کے ساتھ لہراتا چلا جائے گا۔انشاء اللہ تعالیٰ۔

(حیات نور صفحہ 569)

شکریہ از طرف حضرت خلیفة المسیح:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے ۔لَئِنْ شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کرو تو ہم اپنی نعمتوں میں ضرور بالضرور اور اضافہ کردیں گے۔اس لئے خدا تعالیٰ کے انعامات پر شکر کرنا انسان کے لئے اور بہت سے الطاف کا موجب ہو جاتا ہے پس تحدیث نعمت الٰہی کے طور پر بھی اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے ہم پر بہت سے احسان کئے ہیں۔

پچھلے سال بعض نادانوں نے قوم میں فتنہ ڈلوانا چاہا اور اظہار حق نامی اشتہار عام طور پر جماعت میں تقسیم کیا گیا جس میں مجھ پر بھی اعتراضات کئے گئے۔ مصنف ٹریکٹ کا تو یہ منشاء ہوگا کہ اس سے جماعت میں تفرقہ ڈال دے۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی بندہ نوازی سے مجھے اور جماعت کو اس فتنہ سے بچا لیا۔اور ایسے رنگ میں مدد اور تائید کی کہ فتنہ ڈلوانے والوں کے سب منصوبے باطل اور تباہ ہو گئے اور جماعت ہر ایک قسم کے صدمہ سے محفوظ رہی۔جس کا نمونہ اس سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نظر آ رہا تھا۔یہ خدا تعالیٰ کی خاص تائید اور نصرت تھی کہ امسال باوجود بہت سے مواقع کے اور باوجود اظہار حق جیسے بدظنی پھیلانے والے ٹریکٹوں کی اشاعت کے جلسہ پر لوگ معمول سے زیادہ آئے۔اور ان کے چہروں سے وہ محبت اور اخلاص ٹپک رہا تھا۔جو بزبان حال اس بات کی شہادت دے رہا تھا کہ جماعت احمدیہ ہر ایک بد اثر سے محفوظ اور مصون ہے۔

علاوہ ازیں مختلف جماعتوں نے ایثار کا بھی اس دفعہ وہ نمونہ دکھایا کہ اس سے اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ثابت ہوتا تھا باوجود اس کے کہ اس سال چندوں کا خاص بوجھ تھا اور صدر انجمن احمدیہ مقروض ہوگئی تھی مختلف جماعتوں نے نہایت خوشی اور رضاء و رغبت سے وہ سب قرض ادا کردینے کا وعدہ کیا۔اور بہت سا روپیہ نقد بھی دیا حتی کہ پچھلے تمام سالوں کی نسبت اب کی دفعہ تگنے روپیہ کے وعدے اور وصولی ہوئی جس کی مجموعی تعداد اٹھارہ ہزار کے قریب ہے جو اس قلیل جماعت کی حالت کو دیکھتے ہوئے ایک خاص فضل الٰہی معلوم ہوتا ہے۔

اس جلسہ نے ان لوگوں کے خیالات کو بھی باطل کردیا جو کہتے تھے کہ نورالدین گھوڑے سے گر گیا ہے جب ایک دفعہ خلافت کے خلاف شور ہوا تھا۔تو مجھے اللہ تعالیٰ نے رویا میں دکھایا تھا کہ میں ایک گھوڑے پر سوار ہوں اور ایسی جگہ پر جا رہا ہوں جہاں بالکل گھانس پھونس نہیں ہے۔اور خشک زمین ہے۔پھر میں نے گھوڑے کو دوڑانا شروع کیا۔اور گھوڑا ایسا تیز ہوگیا کہ ہاتھوں سے نکلا جا رہا تھا۔مگر اللہ تعالیٰ کے فضل سے میری رانیں نہ ہلیں اور میں نہایت مضبوطی سے گھوڑے پر بیٹھا رہا۔دور جا کر گھوڑا ایک سبزہ زار میدان میں داخل ہوگیا جس میں قریباً نصف نصف گز سبزہ اگا ہوا تھا۔اس میدان میں جہاں تک نظر جاتی تھی۔سبزہ ہی سبزہ نظر آتا تھا۔ گھوڑے نے تیزی کے ساتھ اس میدان میں بھی دوڑنا شروع کیا جب میں درمیان میں پہنچا تو میری آنکھ کھل گئی میں نے اس خواب سے سمجھا کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ یہ خلافت کے گھوڑے سے گر جائے گا۔جھوٹے ہیں۔اور اللہ تعالیٰ مجھے اس پر قائم رکھے گا۔بلکہ کامیابی عطا فرمائے گا۔سو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے میری اس خواب کو بھی پورا کیا۔اور اس سال کے جلسہ نے اس کی صداقت بھی ظاہر کردی کہ باوجود لوگوں کی کوششوں اور مخالفتوں کے اور باوجود گمنام ٹریکٹوں کی اشاعت کے اس نے میری تائید پر تائید کی اور جماعت کے دلوں میں روز بروز اخلاص اور محبت کو بڑھایا اور ان کے دل کھینچ کر میری طرف متوجہ کر دئے اور انہیں اطاعت کی توفیق دی اور فتنہ پردازوں کی حیلہ سازیوں کے اثر سے بچائے رکھا۔

اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا خاص فضل ہوا ہے اس لئے میں نے مناسب سمجھا کہ ایک عام اعلان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں۔اور اس کی نعمت کا اظہار کروں تا باقی جماعت بھی اس شکر میں میرے ساتھ شامل ہو اور اس ادائے شکر کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ ہماری بیش از بیش مدد فرمائے۔اور اپنے وعدہ کے مطابق لَئِن شکرتم لازیدنکم اگر تم شکر کرو تو میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں بھی تم پر اپنے خاص فضل

نازل کرونگا ہمارے اس ادائے شکریہ جو سب جماعت کی طرف سے ہو اپنی خاص نعمتیں ہم پر نازل فرمائے آمین۔ نیز مغرب میں جس قدر تحریک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی ہورہی ہے۔ وہ بھی کسی کم شکریہ کا موجب نہیں۔ اس لئے خاکسار اس کا بھی شکریہ کرتا ہے۔ (نورالدین)

(الفضل 7 جنوری 1914ء صفحہ 14)

انتخاب مسلمانوں پر چھوڑ دیا۔ چونکہ خلافت اس وقت سیاسی تھی مگر اس کے ساتھ مذہبی بھی۔ اس لئے دین کے قائم ہونے تک اس وقت کے لوگوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انتخاب صحابہ کریں کہ وہ دین اور دیندار کو بہتر سمجھتے تھے ورنہ ہر زمانہ کے لئے طریق انتخاب الگ ہو سکتا ہے۔ اگر خلافت صحابہؓ کے بعد چلتی تو اس پر بھی غور ہو جاتا کہ صحابہؓ کے بعد انتخاب کس طرح ہوا کرے۔

ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلافتِ راشدہ کے امتیازات

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے قلم سے)

۱۹۵۲ء میں الفرقان کے خلافت نمبر کی اشاعت کے وقت میں (حضرت مولانا ابوالعطاء جالندھری۔ ناقل) نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سے استفسار کیا تھا کہ:۔

''اسلامی خلافت راشدہ کی وہ کونسی علامتیں ہیں جن سے وہ ممتاز ہوتی ہے اور اس میں اور باقی تمام اقسام اقتدار، ملوکیت وغیرہ میں کھلے طور پر فرق کیا جا سکتا ہے؟

حضور رضی اللہ عنہ نے اس وقت اس سوال کا جو جواب رقم فرمایا تھا اسے درج ذیل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر)

''اسلام میں خلافت راشدہ کے مجموعی امتیازات سات ہیں:۔

اوّل انتخاب

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا

یہاں امانت کا لفظ ہے لیکن ذکر چونکہ حکومت کا ہے اس لئے امانت سے مراد امانت حکومت ہے۔ آگے طریق

بہر حال خلافت انتخابی ہے اور انتخاب کے طریق کو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر چھوڑ دیا ہے۔

دوم۔ شریعت

خلیفہ پر اوپر سے شریعت کا دباؤ ہے وہ مشورہ کو رڈ کر سکتا ہے مگر شریعت کو رڈ نہیں کر سکتا۔ گویا وہ کانسٹی ٹیوشنل ہیڈ ہے، آزاد نہیں۔

سوم۔ شوریٰ

اوپر کے دباؤ کے علاوہ نیچے کا دباؤ بھی اس پر ہے یعنی اسے تمام اہم امور میں مشورہ لینا اور جہاں تک ہو سکے اس کے ماتحت چلنا ضروری ہے۔

چہارم۔ اندرونی دباؤ...

''خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور زندہ معجزات اس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اگر دنیا جہان کی تمام طاقتیں مل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا ان کو مچھر کی طرح مسل دے گا۔

پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنے والو! خلافت خدا تعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ جب تک آپ لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا جائے گا۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں۔ خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے۔ پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا کہ قدرت ثانیہ کا پے در پے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس ارشاد کا یہی مطلب تھا کہ میرے زمانہ میں تم دعا کرو کہ میرے بعد تمہیں خلافت نصیب ہو اور پہلی خلافت میں دعا کرتے رہو کہ اس کے بعد میں دوسری خلافت ملے اور دوسری خلافت میں دعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تمہیں تیسری خلافت ملے اور تیسری خلافت میں دعا کرتے رہو کہ اس کے بعد تمہیں چوتھی خلافت ملے۔ ایسا نہ ہو کہ خدا تعالیٰ کی اس نعمت کا دروازہ تم پر بند ہو جائے۔ پس ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں مشغول رہو۔ اور اس امر کو اچھی طرح یاد رکھو کہ جب تک تم میں خلافت رہے گی دنیا کی کوئی قوم تم پر غالب نہیں آ سکے گی اور ہر میدان میں تم مظفر و منصور رہو گے۔ کیونکہ یہ خدا کا وعدہ ہے جو اس نے اس آیت میں کیا ہے''۔

(خطبہ خلافت جوبلی خلافت راشدہ صفحہ 266 تا 270)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:۔

''اصل بات یہ ہے کہ پہلے جو باتیں تم خلافت کے متعلق سن چکے ہو وہ تو تمہیں ان لوگوں نے سنائی ہیں جو رہرو کی طرح ایک واقعہ کو دیکھنے والے تھے۔ دیکھو! ایک بیمار کی حالت اس کا تیماردار بھی بیان کرتا ہے مگر بیمار جو اپنی حالت بیان کرتا ہے وہ اور ہی ہوتی ہے۔ اسی طرح دوسرے لوگوں نے اپنی سمجھ اور عقل کے مطابق تمہیں باتیں سنائی ہیں مگر میں جو کچھ تمہیں سناؤں گا وہ آپ بیتی ہوگی جگ بیتی نہیں ہوگی۔

دوسرے کے درد اور تکلیف کو خواہ کوئی کتنا ہی بیان کرے لیکن اس حالت کا وہ کہاں اندازہ لگا سکتا ہے جو مریض خود جانتا ہے اس لئے جو کچھ مجھ پر گزر رہا ہے اس کو میں ہی اچھی طرح سے بیان کر سکتا ہوں۔ دیکھنے والوں کو تو یہ ایک عجیب بات معلوم ہوتی ہوگی کہ کئی لاکھ کی جماعت پر حکومت مل گئی۔ مگر خدارا غور کرو کیا تمہاری آزادی میں پہلے کی نسبت کچھ فرق پڑ گیا ہے۔ کیا کوئی تم سے غلامی کرواتا ہے یا تم پر حکومت کرتا ہے یا تم سے ماتحتوں غلاموں اور قیدیوں کی طرح سلوک کرتا ہے کیا تم میں اور ان میں جنہوں نے خلافت سے روگردانی کی ہے کوئی فرق ہے۔ کوئی بھی فرق نہیں۔ لیکن نہیں ایک بہت بڑا فرق بھی ہے اور وہ یہ کہ تمہارے لئے ایک شخص تمہارا درد رکھنے والا، تمہاری محبت رکھنے والا، تمہارے دکھ کو اپنا دکھ سمجھنے والا، تمہاری تکلیف کو اپنی تکلیف جاننے والا، تمہارے لئے خدا کے حضور دعائیں کرنے والا ہے۔ مگر ان کے لئے نہیں ہے۔ تمہارا اسے فکر ہے، درد ہے اور وہ تمہارے لئے اپنے مولیٰ کے حضور تڑپتا رہتا ہے۔ لیکن ان کے لئے ایسا کوئی نہیں ہے۔ کسی کا اگر ایک بیمار ہو تو اس کو چین نہیں آتا۔ لیکن کیا تم ایسے انسان کی حالت کا اندازہ کر سکتے ہو جس کے ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں بیمار ہوں۔ پس تمہاری آزادی میں تو کوئی فرق نہیں آیا ہاں تمہارے لئے ایک تم جیسے ہی آزاد پر بڑی ذمہ داریاں عائد ہو گئی ہیں۔''

(برکات خلافت انوار العلوم جلد 2 صفحہ 156)

نکتہ معرفت

''میں نے اس بات پر غور کیا ہے کہ نبی پر چالیس سال کے بعد نبوت کیوں نازل ہوتی ہے؟ اس سے مجھے یہ معلوم ہوا کہ چالیس سال کے بعد تھوڑے سال ہی انسان کی زندگی ہوتی ہے اس لئے ان میں مشکلات کو برداشت کر کے نبی گزارہ کر لیتا ہے۔ لیکن اگر جوانی میں ہی اسے نبوت مل جائے تو بہت مشکل پڑے اور اتنے سال زندگی کے بسر کرنے نہایت دشوار ہو جائیں کیونکہ یہ کام کوئی آسان نہیں ہے۔''

(برکات خلافت حصہ انوار العلوم 157)

خلافت کی اہمیت

''دیکھنے میں آگ کا انگارہ بڑا خوشنما معلوم ہوتا ہے مگر اس کی حقیقت وہی جانتا ہے جس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ اسی طرح خلافت بھی دوسروں کو بڑی خوبصورت چیز معلوم ہوتی ہے اور نادان دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ خلیفہ بننے والے کو بڑا مزا ہو گیا ہے لیکن انہیں کیا معلوم ہے کہ جو چیز ان کی آنکھوں میں بڑی خوبصورت نظر آتی ہے دراصل ایک بہت بڑا بوجھ ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے بغیر کسی کی طاقت ہی نہیں کہ اسے اٹھا سکے۔۔۔۔ میری طبیعت پہلے بھی بیمار رہتی تھی مگر تم نے دیکھا کہ میں اس دن کے بعد کسی دن ہی تندرست رہا ہوں اور کم ہی دن مجھ پر صحت کے گزرے ہیں۔ اگر مجھے خلافت کے لینے کی خوشی تھی اور میں اس کی امید لگائے بیٹھا تھا تو چاہیئے تھا کہ اس دن سے میں تندرست اور موٹا ہوتا جاتا۔ اگر منکرین خلافت کے خیال کے مطابق چھ سال مَیں اسی کے حاصل کرنے کی کوشش میں رہا ہوں تو اب جبکہ یہ حاصل ہو گئی ہے تو مجھے خوشی سے موٹا ہونا چاہیئے تھا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ بچپن میں کبھی والدہ صاحبہ مجھے پتلا دبلا دیکھ کر گھبراتیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے جب اس کو خوشی حاصل ہوگی تو موٹا ہو جائے گا۔۔۔ تو اگر مجھے خلافت ایک حکومت مل گئی اور اس کے لینے میں میری خوشی تھی تو چاہیئے تھا کہ میں موٹا اور تندرست ہو جاتا لیکن میرے پاس بیٹھنے والے اور پاس رہنے والے جانتے ہیں کہ مجھ پر کیسے کیسے سخت دن آتے ہیں اور اپنی تکلیف کو میں ہی جانتا ہوں۔''

(برکات خلافت۔ انوار العلوم جلد ۲ صفحہ 157)

''پھر میں کہتا ہوں کسی کو خلیفہ ہونے سے فائدہ کیا ہے سوائے اس کے کہ لوگوں کے مصائب اور ان کی اصلاح کے لئے غم کھاتا اور کڑھتا رہے کہ کسی طرح جماعت کا جہاز پار ہو جائے۔ خلافت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ایک مردم کش چیز ہے وہ کسی کے قتل کے لئے ایک نہایت سریع التاثیر آلہ ہے جو مضبوط اور جوان سے جوان آدمی کو تھوڑے عرصہ میں مار دیتا ہے اور یہ ایک آزاد آدمی کو غلام بنا دیتی ہے اور گھن کی طرح اس کو کھا جاتی ہے۔ باقی رہے خدا کے فضل اور احسانات وہ صرف خلافت کے ساتھ وابستہ نہیں۔ بے شک روحانی فضل خلیفہ پر ہی ہوتے ہیں لیکن خدا کے فضلوں میں داخل ہونے کے لئے صرف یہی روحانی دروازہ نہیں۔۔۔

میرے نزدیک خلافت کی عظیم الشان مشکلات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خلیفہ خلافت سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا وہ مجبور و معذور ہوتا ہے وہ اعتراض کرنے والوں کو عملی جواب نہیں دے سکتا خلیفہ ہی وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کے ہاتھ بند ہوتے ہیں۔ اس لئے دوسرے کے مکر کے جواب نہیں دے سکتا اس کی زبان بھی بند ہوتی ہے اور کسی شریف انسان کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی کمینگی نہیں ہو سکتی کہ اس شخص پر حملہ کیا جائے جس کی زبان اور ہاتھ بند ہوں۔۔۔ اگر خلیفہ کو دست بردار ہونے کا اختیار ہوتا تو کئی خلیفے ایسے ہوتے جو معترضوں کو کہہ دیتے کہ لو تم خلافت کو سنبھالو ہم الگ ہوتے ہیں لیکن چونکہ خلیفہ سے یہ اختیار چھین لیا جاتا

ہے اس لئے خواہ کیسی حالت ہو وہ خلافت سے دستبردار ہونے کا خیال بھی نہیں کر سکتا۔''

(الفضل ۲۱؍دسمبر ۱۹۲۲ء)

''پھر میں کہتا ہوں کسی کو خلیفہ ہونے سے فائدہ کیا ہے سوائے اس کے کہ لوگوں کے مصائب اور ان کی اصلاح کے لئے غم کھاتا اور کڑھتا رہے کہ کسی طرح جماعت کا جہاز پار ہو جائے۔ خلافت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ ایک مردم کش چیز ہے وہ کسی کے قتل کے لئے ایک نہایت سریع التاثیر آلہ ہے جو مضبوط اور جوان سے جوان آدمی کو تھوڑے عرصہ میں مار دیتا ہے اور یہ ایک آزاد آدمی کو غلام بنا دیتی ہے اور گھن کی طرح اس کو کھا جاتی ہے۔ باقی رہے خدا کے فضل اور احسانات وہ صرف خلافت کے ساتھ وابستہ نہیں۔ بے شک روحانی فضل خلیفہ پر ہی ہوتے ہیں لیکن خدا کے فضلوں میں داخل ہونے کے لئے صرف یہی روحانی دروازہ نہیں۔۔۔ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ میں نے خلافت کے لئے کوئی منصوبہ کیا، غلط کہتے ہیں۔ میں تو ہر چند اس بوجھ کو ہٹانا چاہتا تھا مگر خدا تعالیٰ کی مصلحت تھی کہ چونکہ خدا تعالیٰ شرک کو مٹانا چاہتا تھا۔ اس لئے اس نے سب سے کمزور انسان کو اس کام کیلئے چنا۔ پس اس نے مجھے اس منصب پر اس لئے کھڑا نہیں کیا کہ میں سب سے نیک، بڑا عارف اور خدا کا زیادہ مقرب تھا۔ بلکہ اس لئے چنا کہ دنیا مجھے حقیر، جاہل، عقل سے کورا، فسادی، فریبی سمجھتی تھی۔ خدا نے چاہا کہ وہ لوگ جو مجھے ایسا سمجھتے ہیں ان کو بتائے کہ یہ سلسلہ ان لوگوں پر نہیں کھڑا ہوا۔''

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 355)

حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:-

''میں نے کسی سے درخواست نہیں کی کہ وہ میری بیعت کرے نہ کسی سے کہا کہ وہ میرے خلیفہ بننے کے لئے کوشش کرے اگر کوئی شخص ایسا ہے تو وہ علی الاعلان شہادت دے کیونکہ اس کا فرض ہے کہ جماعت کو دھوکے سے بچائے اور اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو وہ خدا کی لعنت کے نیچے ہے اور جماعت کی تباہی کا عذاب اس کی گردن پر ہوگا۔ اے پاک نفس انسانو! جن میں بدظنی کا مادہ نہیں میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے کبھی انسان سے خلافت کی تمنا نہیں کی اور یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ سے بھی کبھی یہ خواہش نہیں کہ وہ مجھے خلیفہ بنا دے یہ اس کا اپنا فعل ہے یہ میری درخواست نہ تھی میری درخواست کے بغیر یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور یہ خدا تعالیٰ کا فعل ہے کہ اس نے اکثروں کی گردنیں میرے سامنے جھکا دیں۔ میں کیونکر تمہاری خاطر خدا تعالیٰ کے حکم کو رد کر دوں مجھے اس نے اسی طرح خلیفہ بنایا جس طرح پہلوں کو بنایا تھا۔

گو میں حیران ہوں کہ میرے جیسا نالائق انسان اسے کیونکر پسند آ گیا لیکن جو کچھ بھی ہو اس نے مجھے پسند کر لیا اور اب کوئی انسان اس کرتہ کو مجھ سے نہیں اتار سکتا جو اس نے مجھے پہنایا ہے یہ خدا کا دین ہے اور کون سا انسان ہے جو خدا کے عطیہ کو مجھ سے چھین لے۔ خدا تعالیٰ میرا مددگار ہوگا۔ میں ضعیف ہوں مگر میرا مالک بڑا طاقتور ہے میں کمزور ہوں مگر میرا آقا بڑا توانا ہے میں بلا اسباب ہوں مگر میرا بادشاہ تمام اسبابوں کا خالق ہے میں بے مددگار ہوں مگر میرا رب فرشتوں کو میری مدد کے لئے نازل فرمائے گا (انشاء اللہ) میں بے پناہ ہوں مگر میرا محافظ وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔''

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے انوار العلوم جلد 2 صفحہ 14-15)

''اب کون ہے جو مجھے خلافت سے معزول کر سکے خدا نے مجھے خلیفہ بنایا ہے اور خدا تعالیٰ اپنے انتخاب میں غلطی نہیں کرتا۔ اگر سب دنیا مجھے مان لے تو میری خلافت بڑی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر سب کے سب خدانخواستہ مجھے ترک کر دیں تو بھی خلافت میں کوئی فرق نہیں آ سکتا جیسے نبی اکیلا بھی نبی ہوتا ہے۔ اسی طرح خلیفہ اکیلا بھی خلیفہ ہوتا ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو خدا کے فیصلہ کو قبول کرے۔ خدا تعالیٰ نے جو بوجھ مجھ پر رکھا ہے وہ بہت بڑا ہے اور اگر اسی کی مدد میرے شامل حال نہ ہو تو میں کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن مجھے اس پاک ذات پر یقین ہے کہ وہ ضرور میری مدد کرے گی۔ میرا فرض ہے کہ جماعت کو متحد رکھوں اور انہیں متفرق نہ ہونے دوں اس لئے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کرنا میرا کام ہے۔ اور انشاء اللہ آسمان سے میری مدد ہوگی۔ میں اس اعلان کے ذریعہ ہر ایک شخص پر جو اب تک بیعت میں داخل نہیں ہوا۔ یا بیعت کے عہد میں متردّد ہے حجت پوری کرتا ہوں اور خدا کے حضور میں اب مجھ پر کوئی الزام نہیں۔ خدا کرے میرے ہاتھ سے یہ فساد فرو ہو جائے اور یہ فتنہ کی آگ بجھ جائے۔ تا کہ وہ عظیم الشان کام جو خلیفہ کا فرض اول ہے یعنی کل دنیا میں اپنے مطاع کی صداقت کو پہنچانا۔ میں اس کی طرف پوری توجہ کر سکوں۔ کاش میں اپنی موت سے پہلے دنیا کے دور دراز علاقوں میں صداقت احمد یہ روشن دیکھ لوں۔

وَمَا ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْزٍ''(ابراہیم:21)''

(کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے انوار العلوم جلد 2 صفحہ 18)

''ایک خلافت تو یہ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ لوگوں سے خلیفہ منتخب کراتا ہے اور پھر اسے قبول کر لیتا ہے مگر یہ

ویسی خلافت نہیں۔ یعنی میں اس لئے خلیفہ نہیں کہ حضرت خلیفہ اول کی وفات کے دوسرے دن جماعت احمدیہ کے لوگوں نے جمع ہو کر میری خلافت پر اتفاق کیا بلکہ اس لئے بھی خلیفہ ہوں کہ حضرت خلیفہ اول کی خلافت سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خداتعالیٰ کے الہام سے فرمایا تھا کہ میں خلیفہ ہوں گا۔ پس میں خلیفہ نہیں بلکہ موعود خلیفہ ہوں۔ میں مامور نہیں مگر میری آواز خداتعالیٰ کی آواز ہے کہ خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ اس کی خبر دی تھی گویا اس خلافت کا مقام ماموریت اور خلافت کے درمیان کا مقام ہے اور یہ موقع ایسا نہیں ہے کہ جماعت احمدیہ اسے رائیگاں جانے دے اور پھر خداتعالیٰ کے حضور سرخرو ہو جائے۔ جس طرح یہ بات درست ہے کہ نبی روز روز نہیں آتے اسی طرح یہ بھی درست ہے کہ موعود خلیفہ بھی روز روز نہیں آتے۔۔۔''

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۶ء صفحہ ۱۷)

اللہ تعالیٰ کی عجیب شان

''میرے لئے خدا کے تازہ بتازہ نشانات اور اُس کے زندہ معجزات اِس بات کا کافی ثبوت ہیں کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور کوئی شخص نہیں جو میرا مقابلہ کر سکے۔ اگر تم میں کوئی ماں کا بیٹا ایسا موجود ہے جو میرا مقابلہ کرنے کا شوق اپنے دل میں رکھتا ہو تو وہ اب میرے مقابلہ میں اُٹھ کر دیکھ لے۔ خدا اُس کو ذلیل اور رسوا کرے گا بلکہ اُسے ہی نہیں اگر دُنیا جہان کی تمام طاقتیں مِل کر بھی میری خلافت کو نابود کرنا چاہیں گی تو خدا اُن کو مچھر کی طرح مسل دیگا۔ اور ہر ایک جو میرے مقابلہ میں اُٹھے گا، گرایا جائے گا۔ اور جو میرے خلاف بولے گا وہ خاموش کرایا جائے گا۔ اور جو مجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا وہ خود ذلیل اور رُسوا ہو گا۔

پس اے مؤمنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنے والو! مَیں تم سے یہ کہتا ہوں کہ خلافت خداتعالیٰ کی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کی قدر کرو جب تک تم لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا چلا جائے گا لیکن اگر تمہاری اکثریت ایمان اور عمل صالح سے محروم ہو گئی تو پھر یہ امر اُس کی مرضی پر موقوف ہے کہ وہ چاہے تو اِس انعام کو جاری رکھے اور چاہے تو بند کر دے۔ پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں خلافت اُس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤ گے پس اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو اور خداتعالیٰ کے الہامات کو تحقیر کی نگاہ سے مت دیکھو۔ بلکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے تم دعاؤں میں لگے رہو تا قدرتِ ثانیہ کا پے درپے تم میں ظہور ہوتا رہے۔ تم اُن ناکاموں اور نامرادوں اور بے علموں کی طرح مت بنو جنہوں نے خلافت کو رد کر دیا۔ بلکہ تم ہر وقت ان دعاؤں میں مشغول رہو کہ خدا قدرتِ ثانیہ کے مظاہر تم میں ہمیشہ کھڑے کرتا رہے تا کہ اس کا دین مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے اور شیطان اُس میں رخنہ اندازی کرنے سے ہمیشہ کے لئے مایوس ہو جائے۔''

بعض مخالفوں کا ذکر کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

''میں نہیں کہتا کہ تم خدائی سزا کا انتظار کرو میں جانتا ہوں کہ وہ آرہی ہے۔ آسمانوں والا خدا میرے ساتھ ہے اس لئے مجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ خدائی فیصلہ کا انتظار کرو اور پھر حق کو پہچانو۔ میں تم سے صرف یہ کہتا ہوں کہ خدا میرے ساتھ ہے اور جو کوئی بھی میرے خلاف اٹھتا ہے وہ یقیناً خدا کی طرف سے سزا پائے گا اور اس کا اور اس کی پارٹی کا اثر و رسوخ اسے خدا کے غضب سے نہیں بچا سکے گا''۔

(الفضل ۲۱ اپریل ۱۹۵۰ء)

خدائی تائید و نصرت کے متعلق اپنے یقین کا اظہار کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

''جس کو خدا خلیفہ بناتا ہے۔ کوئی نہیں جو اس کے کاموں میں روک ڈال سکے۔ اس کو ایک قوت اور اقبال دیا جاتا ہے اور ایک غلبہ اور کامیابی اس کی فطرت میں رکھ دی جاتی ہے۔''

(الفضل ۲۵ مارچ ۱۹۴۱ء)

''خلیفہ وقت کا کام ہے کہ وہ ایک مضبوط چٹان کی طرح ہو ایسی چٹان کہ دنیا بھر کے سمندر بھی مل کر اسے ہلا نہ سکیں اگر چند منافقوں سے میں ڈر جاؤں اور ایسے موقع پر رحم کرنے پر آمادہ ہو جاؤں جب کہ رحم مناسب نہیں تو میں اپنی خلافت کی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرنے والا ہوں گا مجھے یہ چند منافق کیا اگر دنیا کی حکومتیں بھی مل کر ایک مقصد سے ہٹانا چاہیں تو نہیں ہٹا سکتیں اور اگر میں یا کوئی اور خلیفہ اس لئے نرمی کرے کہ لوگ اسے مجبور کرتے ہیں تو یقیناً وہ خدا کا قائم کردہ خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ رحم ہمارا کام ہے۔''

''اللہ تعالیٰ کے فضل سے میں مطمئن ہوں اور ہر شخص جو تم میں سے سچا ایمان رکھتا ہے وہ دیکھے گا بلکہ ابھی تم میں سے اکثر لوگ زندہ ہوں گے کہ تم ان تمام فتنوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑتے دیکھو گے اور اللہ تعالیٰ کے جلال اور اس کے جمال کی مدد سے سلسلہ احمدیہ ایک مضبوط چٹان پر قائم ہو جائے گا''۔

(الفضل ۴ جولائی ۱۹۳۷ء)

جلسہ سالانہ خلافت جوبلی (۱۹۳۹ء) کی تقریر میں بطور تحدیث نعمت آپ فرماتے ہیں:-

''خداتعالیٰ کی صفت علم جس شان اور جاہ و جلال کے

ساتھ میرے ذریعہ جلوہ گر ہوئی اس کی مثال پہلے خلفاء کے زمرہ میں نہیں آتی میں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا۔ میں وہ تھا جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔ مگر عہدہ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور ان سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کونسا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف، اسلامی اقتصادیات، اسلامی سیاست اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا۔

مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے، مجھے لاکھ برا کہے جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اسے میرا خوشہ چیں ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔ پیغامی ہو یا مصری ان کی اولادیں جب بھی خدمت دین کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہونگی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ بلکہ میں فخر سے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔

پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہوگی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو"۔

(خلافت راشدہ صفحہ 254)

"سورہ کوثر کے ایک معنے الخیر الکثیر کے بھی بتائے جا چکے ہیں اور خیر کا لفظ اسلام اور دین کے معنوں میں بھی آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک الہام بھی ہے کہ اَلْخَیْرُ کُلُّہٗ فِی الْقُرْاٰنِ۔ تمام قسم کی بہتری اور بھلائی قرآن کریم میں ہی ہے۔ پس جو شخص قرآنی معارف اٹھاتا ہے وہ بالفاظ دیگر خیر تقسیم کرتا ہے اور یہی کام مسیح موعودؑ کو بتایا گیا تھا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ قرآنی دولت اس قدر لٹائی ہے کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ اس دولت کا انکار غیروں نے تو کرنا ہی تھا خود مسلمانوں نے بھی بدقسمتی سے اس کو لینے سے انکار کر دیا۔ وہ لوگ جنہوں نے اس دولت کو نہیں لیا وہ اس کی عظمت کو کیا سمجھ سکتے ہیں ہم لوگ جنہوں نے اس دولت کو قبول کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ اس کی کیا عظمت ہے اور یہ کتنی قیمتی اور بے مثال چیز ہے۔ ہم نے تو اس دولت سے اس قدر حصہ پایا ہے کہ ہمارے گھر بھر گئے ہیں۔ مثلاً میرا اپنا وجود ہی ہے۔ دنیوی لحاظ سے میں پرائمری فیل ہوں مگر چونکہ گھر کا مدرسہ تھا اس لئے اوپر کی کلاسوں میں مجھے ترقی دے دی جاتی تھی۔ پھر مڈل میں فیل ہوا مگر گھر کا مدرسہ ہونے کی وجہ سے پھر مجھے ترقی دے دی گئی۔ آخر میٹرک کے امتحان کا وقت آیا تو میری ساری پڑھائی کی حقیقت کھل گئی اور میں صرف عربی اور اردو میں پاس ہوا اور اس کے بعد پڑھائی چھوڑ دی گویا میری تعلیم کچھ بھی نہیں۔ مگر آج تک ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ کسی نے میرے سامنے قرآن کریم کے خلاف کوئی اعتراض کیا ہو اور پھر اسے شرمندگی نہ ہوئی ہو بلکہ اسے ضرور شرمندہ ہونا پڑا ہے اور اب بھی میرا دعویٰ ہے کہ خواہ کوئی کتنا بڑا عالم ہو۔ وہ اگر قرآن کریم کے خلاف میرے سامنے کوئی اعتراض کرے گا تو اسے ضرور شکست کھانی پڑے گی اور وہ شرمندہ اور لاجواب ہوئے بغیر نہیں رہ سکے گا میں یورپ بھی گیا ہوں، میں مصر بھی گیا ہوں، میں شام بھی گیا ہوں اور میں ہندوستان میں بھی مختلف علوم کے ماہرین سے ملتا رہا ہوں مگر ایک دفعہ بھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے علمی اور مذہبی میدان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے فتح نہ پائی ہو۔ بلکہ جب بھی انہوں نے مجھ سے کوئی گفتگو کی ہے انہیں ہمیشہ میری فوقیت اور میرے دلائل کی مضبوطی کو تسلیم کرنا پڑا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ 357)

انتقام لینے کا زمانہ

"اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیحؑ آیا تھا۔ اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھایا۔ مگر اب مسیحؑ اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔ اسی طرح پہلے جو آدم آیا وہ جنت سے نکلا تھا۔ مگر اب جو آدم آیا وہ اس لئے آیا کہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے۔ اسی طرح پہلے یوسف کو قید میں ڈالا گیا تھا۔ مگر دوسرا یوسف قید سے نکالنے کے لئے آیا ہے پہلے خلفاءؓ میں سے بعض جیسے عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دکھ دیا گیا۔ مگر میں امید کرتا ہوں کہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں اللہ کے دشمن ناکام رہیں گے۔ کیونکہ یہ وقت بدلہ لینے کا ہے۔ اور خدا چاہتا ہے کہ اس کے پہلے بندے جن کو نقصان پہنچایا گیا ان کے بدلے لئے جائیں۔"

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 354,353)

"اللہ تعالیٰ ہمارا گواہ ہے ہم ایسے لوگوں سے تعاون کر

کے کام نہیں کر سکتے۔ ہم نے اس قسم کے خیالات رکھنے والے لوگوں سے اختلاف کیا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہے آپ کے پاس بیٹھے آپ کی باتیں سنیں۔ خلافت خداتعالیٰ کی ایک برکت ہے اور یہ اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک جماعت اس کے قابل رہتی ہے لیکن جب جماعت اس کی اہل نہیں رہتی تو یہ مٹ جاتی ہے۔ ہماری جماعت بھی جب تک اس قابل رہے گی اس میں یہ برکت قائم رہے گی اگر کسی کے دل میں یہ خیال ہو کہ مجلس شوریٰ جماعت کی نمائندہ ہے اور اس کی نمائندہ مجلس معتمدین ہے تو اسے یاد رکھنا چاہئے کہ ہم یہ خیال سننے کے لئے بھی تیار نہیں ہو سکتے اور ہم اس کے مقابلہ میں ہر قسم کی قربانی کرنے کے لئے تیار ہیں لیکن خلافت کو نقصان پہنچنے دینے کیلئے تیار نہیں۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے میں صاف صاف کہہ رہا ہوں ایسے لوگ ہم سے جس قدر جلد ہو سکے الگ ہو جائیں۔۔۔ اگر سارے کے سارے بھی الگ ہو جائیں اور میں اکیلا ہی رہ جاؤں تو میں سمجھوں گا کہ میں خداتعالیٰ کی اس تعلیم کا نمائندہ ہوں جو اس نے دی ہے۔ مگر یہ پسند نہ کروں گا کہ خلافت میں اصولی اختلاف رکھ کر پھر کوئی ہم میں شامل رہے۔ یہ اصولی مسئلہ ہے اور اس میں اختلاف کر کے کوئی ہمارے ساتھ نہیں رہ سکتا''

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء)

''ہر مصیبت کے وقت خدا نے میری مدد کی ہر مشکل کے وقت اُس نے میرا ساتھ دیا اور ہر خوف کو اُس نے میرے لئے امن میں بدل دیا۔ میں کبھی بھی نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے ایسا عظیم الشان کام لے گا۔ مگر مَیں اس حقیقت کو چھپا نہیں سکتا کہ خدا نے میرے وہم اور گمان سے بڑھ کر مجھ پر احسانات کئے۔ جب میری خلافت کا آغاز ہوا تو اُس وقت مَیں نہیں سمجھتا تھا کہ میں کوئی دین کی خدمت کر سکوں گا۔ ظاہری حالات میرے خلاف تھے۔ کام کی قابلیت میرے اندر نہیں تھی۔ پھر مَیں نہ عالم تھا نہ فاضل۔ نہ دولت میرے پاس تھی نہ جتھا۔ چنانچہ خدا گواہ ہے جب خلافت میرے سپرد ہوئی تو اُس وقت میں یہی سمجھتا تھا کہ خدا کے عرفان کی نہر کا ایک بند چونکہ ٹوٹ گیا ہے اور خطرہ ہے کہ پانی اِدھر اُدھر بہہ کر ضائع نہ ہو جائے۔ اِس لئے مجھے کھڑا کیا گیا ہے تا کہ مَیں اپنا مُردہ دھڑ اُس جگہ ڈال دوں جہاں سے پانی نکل کر بہہ رہا ہے۔ اور وہ ضائع ہونے سے محفوظ ہو جائے۔ چنانچہ مَیں نے دین کی حفاظت کے لئے اپنا دھڑ وہاں ڈال دیا اور مَیں نے سمجھا کہ میرا کام ختم ہو گیا۔ مگر میری خلافت پر ابھی تین دن بھی نہیں گذرے تھے کہ خداتعالیٰ کے نشانات بارش کی طرح برسنے شروع ہو گئے۔''

(خلافت راشدہ صفحہ 257 تا 259)

نیز فرمایا:

''یہ تو ہو سکتا ہے کہ ذاتی معاملات میں خلیفہ وقت سے کوئی غلطی ہو جائے لیکن ان معاملات میں جن پر جماعت کی روحانی اور جسمانی ترقی کا انحصار ہو اگر اس سے کوئی غلطی سرزد بھی ہو تو اللہ تعالیٰ اپنی جماعت کی حفاظت فرماتا ہے اور کسی نہ کسی رنگ میں اسے اس غلطی پر مطلع کر دیتا ہے۔ صوفیا کی اصطلاح میں اسے عصمت صغریٰ کہا جاتا ہے۔ گویا انبیاء کو تو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی لیکن خلفاء کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان سے کوئی ایسی غلطی نہیں ہونے دیتا جو جماعت کے لئے تباہی کا موجب ہو۔ ان کے فیصلوں میں جزئی اور معمولی غلطیاں ہو سکتی ہیں مگر انجام کار نتیجہ یہی ہو گا کہ اسلام کو غلبہ حاصل ہو گا اور اس کے مخالفوں کو شکست ہو گی۔ گویا بوجہ اس کے کہ ان کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے خداتعالیٰ کی پالیسی بھی وہی ہو گی جو ان کی ہو گی۔ بے شک بولنے والے وہ ہوں گے، زبانیں انہیں کی حرکت کریں گی، ہاتھ انہی کے چلیں گے، دماغ انہی کا کام کرے گا مگر ان سب کے پیچھے خداتعالیٰ کا اپنا ہاتھ ہو گا''

(تفسیر کبیر سورہ نور، ص-376-377)

خلافت کی اطاعت سے ہی الٰہی نصرت ملتی ہے۔

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ خلافت کی اطاعت کی طرف جماعت کو توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

''۔۔۔ وہی خدا جو اس وقت فوجوں کے ساتھ تائید کے لئے آیا آج میری مدد پر ہے اور اگر آج تم خلافت کی اطاعت کے نکتہ کو سمجھو تو تمہاری مدد کو بھی آئے گا۔ نصرت ہمیشہ اطاعت سے ملتی ہے۔ جب تک خلافت قائم رہے نظامی اطاعت پر، اور جب خلافت مٹ جائے انفرادی اطاعت پر ایمان کی بنیاد ہوتی ہے''۔

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

خلافت کی اطاعت سے باہر ہونے والا نبی کی اطاعت سے باہر ہو جاتا ہے۔

حضور فرماتے ہیں:

'' بے شک میں نبی نہیں ہوں لیکن میں نبوت کے قدموں پر اور اس کی جگہ پر کھڑا ہوں۔ ہر وہ شخص جو میری اطاعت سے باہر ہوتا ہے۔۔۔ میری اطاعت اور فرمانبرداری میں خداتعالیٰ کی اطاعت اور

فرمانبرداری ہے‘‘

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

اطاعت رسول خلافت سے ہی ہوتی ہے۔

فرمایا:

’’اطاعت رسول بھی جس کا اس آیت میں ذکر ہے خلیفہ کے بغیر نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ رسول کی اطاعت کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ سب کو وحدت کے رشتہ میں پرودیا جائے۔ یوں تو صحابہؓ بھی نمازیں پڑھتے تھے۔ اور آج کل کے مسلمان بھی نمازیں پڑھتے ہیں۔صحابہؓ بھی حج کرتے تھے اور آج کل کے مسلمان بھی حج کرتے ہیں۔ پھر صحابہؓ اور آج کل کے مسلمانوں میں فرق کیا ہے؟ یہی کہ صحابہؓ میں ایک نظام کا تابع ہونے کی وجہ سے اطاعت کی روح حد کمال تک پہنچی ہوئی تھی۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جب بھی کوئی حکم دیتے صحابہؓ اسی وقت اس پر عمل کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے لیکن یہ اطاعت کی روح آج کل کے مسلمانوں میں نہیں۔۔۔ کیونکہ اطاعت کا مادہ نظام کے بغیر پیدا نہیں ہوسکتا۔پس جب خلافت ہوگی اطاعت رسول بھی ہوگی‘‘۔

خلیفہ کی دعا ہی سب سے زیادہ قبول ہوتی ہے

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت کو بڑھا دیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔۔۔ میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی‘‘۔

(منصب خلافت صفحہ 32)

بیعت خلافت کے بعد کوئی کام امام کی ہدایت کے بغیر نہیں ہونا چاہیئے

بیعت خلافت کے بعد مبایعین کی ذمہ داریاں بیان فرماتے ہوئے سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’جو جماعتیں منظم ہوتی ہیں ان پر کچھ ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں جن کے بغیر ان کے کام کبھی بھی صحیح طور پر نہیں چل سکتے۔۔۔ان شرائط اور ذمہ داریوں میں سے ایک اہم شرط اور ذمہ داری یہ ہے کہ جب وہ ایک امام کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تو پھر انہیں امام کے منہ کی طرف دیکھتے رہنا چاہیئے کہ وہ کیا کہتا ہے اور اس کے قدم اٹھانے کے بعد اپنا قدم اٹھانا چاہیئے اور افراد کو کبھی بھی ایسے کاموں میں حصہ نہیں لینا چاہئے جن کے نتائج ساری جماعت پر آ کر پڑتے ہوں۔ کیونکہ پھر امام کی ضرورت اور حاجت ہی نہیں رہے گی۔۔۔امام کا مقام تو یہ ہے کہ وہ حکم دے اور ماموم کا مقام یہ ہے کہ وہ پابندی کرے‘‘۔

(الفضل 5 جون 1937ء)

خلافت کی ناقدری فسق پر منتج ہوتی ہے

نعمت خلافت کی قدر دانی کرنے کی تلقین فرماتے ہوئے حضور رضی اللہ عنہ تفسیر میں فرماتے ہیں:

’’ہم جو انعامات تم پر نازل کرنے لگے ہیں اگر تم ان کی ناقدری کرو گے تو ہم تمہیں سخت سزا دیں گے۔ خلافت بھی چونکہ ایک بھاری انعام ہے اس لئے یاد رکھو جو لوگ اس نعمت کی ناشکری کریں گے وہ فاسق ہوجائیں گے۔۔۔فسق کا فتویٰ انسان پر اسی صورت میں لگ سکتا ہے جب وہ روحانی خلفاء کی اطاعت سے انکار کرے‘‘

(تفسیر کبیر سورہ نور ص 370-374)

خلیفہ وقت کی سکیم کے سوا اور کوئی سکیم قابل عمل نہیں ہونی چاہیئے

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’خلافت کے تو معنی ہی یہ ہیں کہ جس وقت خلیفہ کے منہ سے کوئی لفظ نکلے اس وقت سب سکیموں، سب تجویزوں اور سب تدبیروں کو پھینک کر رکھ دیا جائے اور سمجھ لیا جائے کہ اب وہی سکیم، وہی تجویز اور وہی تدبیر مفید ہے جس کا خلیفہ وقت کی طرف سے حکم ملا ہے۔ جب تک یہ روح جماعت میں پیدا نہ ہو اس وقت تک سب خطبات رائیگاں، تمام سکیمیں باطل اور تمام تدبیریں ناکام ہیں‘‘۔

(خطبہ جمعہ 24 جنوری 1936ء مندرجہ الفضل 31 جنوری 1936ء)

انسانی عقلیں اور تدبیریں خلافت کے تحت ہی کامیابی کی راہ دکھا سکتی ہیں۔

حضور رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خواہ تم کتنے ہی عقلمند اور مدبر ہو اپنی تدابیر اور عقلوں پر چل کر دین کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے جب تک تمہاری عقلیں اور تدبیریں خلافت کے ماتحت نہ ہوں اور تم امام کے پیچھے پیچھے نہ

چلو ہرگز اللہ تعالیٰ کی مدد اور نصرت تم حاصل نہیں کر سکتے۔ پس اگر تم خدا تعالیٰ کی نصرت چاہتے ہو تو یاد رکھو اس کا کوئی ذریعہ نہیں سوائے اس کے کہ تمہارا اٹھنا، بیٹھنا، کھڑا ہونا اور چلنا اور تمہارا بولنا اور خاموش ہونا میرے ماتحت ہو"۔

(الفضل 4 ستمبر 1937ء)

خلیفہ کو عصمت صغریٰ حاصل ہوتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اطاعت جس طرح نبی کی ضروری ہوتی ہے ویسے ہی خلفاء کی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں ان دونوں اطاعتوں میں ایک امتیاز اور فرق ہوتا ہے اور وہ یہ کہ نبی کی اطاعت اور فرمانبرداری اس وجہ سے کی جاتی ہے کہ وہ وحی الٰہی اور پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے مگر خلیفہ کی اطاعت اس لئے نہیں کی جاتی کہ وہ وحی الٰہی اور تمام پاکیزگی کا مرکز ہوتا ہے بلکہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ تنفیذ وحی الٰہی اور تمام نظام کا مرکز ہے۔ اسی لئے واقف اور اہل علم لوگ کہا کرتے ہیں کہ انبیاء کو عصمت کبریٰ حاصل ہوتی ہے اور خلفاء کو عصمت صغریٰ"۔

(الفضل 17 رفروری 1935ء)

تمام برکات خلیفۂ وقت سے تعلق کے نتیجہ میں مل سکتی ہیں۔

سیدنا المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"جب تک بار بار ہم سے مشورے نہیں لیں گے اس وقت تک ان کے کام میں کبھی برکت پیدا نہیں ہو سکتی۔ آخر خدا نے ان کے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ نہیں دی میرے ہاتھ میں سلسلہ کی باگ دی ہے۔ انہیں خدا نے خلیفہ نہیں بنایا مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے اور جب خدا نے اپنی مرضی بتانی ہوتی ہے تو مجھے بتاتا ہے انہیں نہیں بتاتا۔ پس تم مرکز سے الگ ہو کر کیا کر سکتے ہو۔ جس کو خدا اپنی مرضی بتاتا ہے، جس پر خدا اپنے الہام نازل فرماتا ہے، جس کو خدا نے اس جماعت کا خلیفہ اور امام بنا دیا ہے اس سے مشورہ اور ہدایت حاصل کر کے تم کام کر سکتے ہو۔ اس سے جتنا تعلق رکھو گے اسی قدر تمہارے کاموں میں برکت پیدا ہوگی۔۔۔ وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹہ کر سکتا ہے"

(الفضل 20 نومبر 1946ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ؓ۔۔۔ فرماتے ہیں:۔

"تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ۔ اور کوشش کرو کہ یہ کام نسلاً بعد نسل چلتا چلا جاوے۔ اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی۔ تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی۔ اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہوگی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہوگی۔" (سبیل الرّشاد جلد اول صفحہ 122)

خلیفۂ وقت کی موجودگی میں کسی آزادانہ تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت نہیں

"اگر ایک امام اور خلیفہ کی موجودگی میں انسان یہ سمجھے کہ ہمارے لئے کسی آزاد تدبیر اور مظاہرہ کی ضرورت ہے تو پھر خلیفہ کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ امام اور خلیفہ کی ضرورت یہی ہے کہ ہر قدم جو مومن اٹھاتا ہے اس کے پیچھے اٹھاتا ہے، اپنی مرضی اور خواہشات کو اس کی مرضی اور خواہشات کے تابع کرتا ہے، اپنی تدبیروں کو اس کی تدبیروں کے تابع کرتا ہے، اپنے ارادوں کو اس کے ارادوں کے تابع کرتا ہے، اپنی آرزوؤں کو اس کی آرزوؤں کے تابع کرتا ہے اور اپنے سامانوں کو اس کے سامانوں کے تابع کرتا ہے۔ اگر اس مقام پر مومن کھڑے ہو جائیں تو ان کے لئے کامیابی اور فتح یقینی ہے"

(خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۴ ستمبر ۱۹۳۷ء)

"خدا کا بنایا ہوا خلیفہ کبھی کسی سے نہیں ڈرتا کیا میں اس بات سے ڈر جاؤں گا کہ لوگ مرتد ہو جائیں گے۔ جس کے لئے ارتداد مقدر ہے وہ کل کی بجائے بے شک آج ہی مرتد ہو جائے مجھے کیا فکر ہے میں جب جانتا ہوں کہ میں خدا کا بنایا ہوا خلیفہ ہوں خواہ ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ ہو تو بھی کیا ڈر ہے۔ جب خدا تعالیٰ مجھے تسلیاں دیتا ہے تو میں انسانوں سے کیوں ڈروں ادھر یہ لوگ مجھے ڈراتے ہیں اور ادھر خدا تعالیٰ مجھے تسلی دیتا ہے ان چند روز میں اتنی کثرت سے مجھے الہام اور رویا ہوئے ہیں کہ گزشتہ دو سال میں اتنے نہ ہوئے ہوں گے ابھی چند روز ہوئے کہ مجھے الہام ہوا جو اپنے اندر دعا کا رنگ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ "اے خدا میں چاروں طرف سے مشکلات میں گھرا ہوا ہوں۔ تو

میری مدد فرما''۔اور پھر اس کے تین چار روز بعد الہام ہوا جو گویا اس کا جواب ہے ''میں تیری مشکلات کو دور کروں گا اور تھوڑے ہی دنوں میں تیرے دشمنوں کو تباہ کر دوں گا''۔۔۔جب خدا تعالیٰ مجھے تسلیاں دیتا ہے تو میں بندوں سے کیوں ڈروں...... خدا تعالیٰ نے بار بار مجھے انسانوں کی کمزوری پر آگاہ کر دیا ہے پھر کیا میں اب بھی بندوں پر بھروسہ کر سکتا ہوں۔۔۔اگر ایک شخص بھی تم میں سے میرے ساتھ نہ رہے تو بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں کیونکہ میرا خدا مجھ سے کہتا ہے کہ میں تیرا ساتھ دوں گا''۔

(الفضل 30 جولائی 1937ء)

''تم اس بات کے ذمہ دار ہو کہ شریر اور فتنہ انگیز لوگوں کو کرید کرید کر نکالو اور ان کی شرارتوں کے روکنے کا انتظام کرو۔ میں نے تمہیں خدا تعالیٰ سے علم پا کر بتا دیا ہے اور میں ہی وہ پہلا شخص ہوں جس نے اس طرح تمام صحیح واقعات کو یکجا جمع کر کے تمہارے سامنے رکھ دیا ہے جن سے معلوم ہو جائے کہ پہلے خلیفوں کی خلافتیں اس طرح تباہ ہوئی تھیں۔ پس تم میری نصیحتوں کو یاد رکھو۔ تم پر خدا کے بڑے فضل ہیں اور تم اس کی برگزیدہ جماعت ہو۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے پیشروؤں سے نصیحت پکڑو۔ خدا تعالیٰ قرآن شریف میں لوگوں پر افسوس کا اظہار کرتا ہے کہ پہلی جماعتیں جو ہلاک ہوئی ہیں تم ان سے کیوں سبق نہیں لیتے۔ تم بھی گزشتہ واقعات سے سبق لو۔ میں نے جو واقعات بتائے ہیں وہ بڑی زبردست اور معتبر تاریخوں کے واقعات ہیں جو بڑی تلاش اور کوشش سے جمع کئے گئے ہیں اور ان کا تلاش کرنا میرا فرض تھا کیونکہ خدا تعالیٰ نے جب کہ مجھے خلافت کے منصب پر کھڑا کیا ہے تو مجھ پر واجب تھا کہ دیکھوں پہلے خلیفوں کے وقت کیا ہوا تھا اس کے لئے میں نے نہایت کوشش کے ساتھ حالات کو جمع کیا ہے۔ اس سے پہلے کسی نے ان واقعات کو اس طرح ترتیب نہیں دیا۔ پس آپ لوگ ان باتوں کو سمجھ کر ہوشیار ہو جائیں اور تیار رہیں۔ فتنے ہوں گے اور بڑے سخت ہوں گے ان کو دور کرنا تمہارا کام ہے۔ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے اور تمہارے ساتھ ہو اور میری بھی مدد کرے اور مجھ سے بعد آنے والے خلیفوں کی بھی کرے اور خاص طور پر کرے کیونکہ ان کی مشکلات مجھ سے بہت بڑھ کر اور بہت زیادہ ہوں گی دوست کم ہوں گے اور دشمن زیادہ۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کے صحابہ بہت کم ہوں گے۔ مجھے حضرت علیؓ کی یہ بات یاد کر کے بہت ہی درد پیدا ہوتا ہے۔ ان کو کسی نے کہا کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے عہد میں تو ایسے فتنے اور فساد نہ ہوتے تھے جیسے آپ کے وقت میں ہو رہے ہیں۔ آپ نے اسے جواب دیا کہ او کم بخت! حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کے ماتحت میرے جیسے شخص تھے اور میرے ماتحت تیرے جیسے لوگ ہیں۔ غرض جوں جوں دن گزرتے جائیں گے حضرت مسیح موعودؑ کے صحبت یافتہ لوگ کم رہ جائیں گے۔ اور آپ کے تیار کردہ انسان قلیل ہو جائیں گے۔ پس قابل رحم حالت ہو گی اس خلیفہ کی کہ جس کے ماتحت ایسے لوگ ہوں گے۔ خدا تعالیٰ کا رحم اور فضل اس کے شامل ہو اور اس کی برکات اور اس کی نصرت اس کے لئے نازل ہوں جسے ایسے مخالف حالات میں اسلام کی خدمت کرنی پڑے گی۔ اس وقت تو خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بہت سے صحابہؓ موجود ہیں۔ جن کے دل خشیت الٰہی اپنے اندر رکھتے ہیں۔ لیکن یہ ہمیشہ نہیں رہیں گے۔ اور بعد میں آنے والے لوگ خلیفوں کے لئے مشکلات پیدا کریں گے۔ میں خدا تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ خدا آنے والے زمانہ میں اپنے فضل اور تائید سے ہماری جماعت کو کامیاب کرے اور مجھے بھی ایسے فتنوں سے بچائے اور مجھ سے بعد میں آنے والوں کو بھی بچائے۔ آمین''

(انوار خلافت۔ انوار العلوم جلد 3 صفحہ 203-204)

''اگر میرا کوئی بیٹا ایسا خیال بھی دل میں لائے گا تو وہ اسی وقت احمدیت سے نکل جائے گا۔ بلکہ میں جماعت سے کہتا ہوں کہ دعائیں کرے کہ خدا تعالیٰ میری اولاد کو اس قسم کے وسوسوں سے پاک رکھے۔ ایسا نہ ہو کہ اس پروپیگنڈا کی وجہ سے میرے کسی کمزور بچے کے دل میں خلافت کا خیال پیدا ہو جائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول تو حضرت مسیح موعودؑ کے غلام تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خود حضرت مسیح موعودؑ جو آقا تھے۔ اگر ان کی اولاد میں بھی کسی وقت یہ خیال پیدا ہوا کہ وہ خلافت کو حاصل کریں تو وہ بھی تباہ ہو جائے گی کیونکہ یہ چیز خدا تعالیٰ نے اپنے قبضہ میں رکھی ہوئی ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کے مال کو اپنے قبضہ میں لینا چاہتا ہے وہ چاہے کسی نبی کی اولاد ہو یا کسی خلیفہ کی۔ وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کے گھر میں چوری نہیں ہو سکتی۔ چوری ادنیٰ لوگوں کے گھروں میں ہوتی ہے اور قرآن کریم کہتا ہے۔

وعداللہ الذین امنو امنکم وعملوا الصٰلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم.

کہ مومنوں سے خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ اسی طرح خلیفہ بنائے گا جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا۔ گویا خلافت خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے اور اس نے خود دینی ہے جو اسے لینا چاہتا ہے۔ چاہے وہ حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا ہو یا حضرت

خلیفۃ المسیح اولؓ کا وہ یقیناً سزا پائے گا۔
پس یہ مت سمجھو کہ یہ فتنہ جماعت کو کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے لیکن پھر بھی تمہارا یہ فرض ہے کہ تم اس کا مقابلہ کرو اور سلسلہ احمدیہ کو اس سے بچاؤ۔
سچی محبت تھی جو صحابہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھی۔ آپ لوگ بھی ان جیسی محبت اپنے اندر پیدا کریں جب آپ نے انصار کا نام قبول کیا ہے تو ان جیسی محبت بھی پیدا کریں آپ کے نام کی نسبت خدا تعالیٰ سے ہے اور خدا تعالیٰ ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے تمہیں بھی چاہئے کہ خلافت کے ساتھ ساتھ انصار کے نام کو ہمیشہ کے لئے قائم رکھو اور ہمیشہ دین کی خدمت میں لگے رہو کیونکہ اگر خلافت قائم رہے گی تو اس کو انصار کی بھی ضرورت ہو گی۔ خدام کی بھی ضرورت ہو گی اور اطفال کی بھی ضرورت ہو گی۔ ورنہ اکیلا آدمی کوئی کام نہیں کرسکتا۔ اکیلا نبی بھی کوئی کام نہیں کرسکتا۔ دیکھو حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حواری دئے ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے صحابہؓ کی جماعت دی۔ اسی طرح اگر خلافت قائم رہے گی تو ضروری ہے کہ اطفال الاحمدیہ، خدام الاحمدیہ اور انصار اللہ بھی قائم رہیں اور جب یہ ساری تنظیمیں قائم رہیں گی تو خلافت بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قائم رہے گی کیونکہ جب دنیا دیکھے گی کہ جماعت کے لاکھوں لاکھ آدمی خلافت کے لئے جان دینے پر تیار ہیں تو جیسا کہ میور کے قول کے مطابق جنگ احزاب کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیمہ پر حملہ کرنے کی وجہ سے حملہ آور بھاگ جانے پر مجبور ہو جاتے تھے۔ اس طرح دشمن ادھر رخ کرنے کی جرأت نہیں کرے گا۔ وہ سمجھے گا کہ اس کے لئے لاکھوں اطفال خدام اور انصار جانیں دینے کے لئے تیار ہیں اس لئے اگر اس نے حملہ کیا تو وہ تباہ و برباد ہو جائے گا۔ غرض دشمن کسی رنگ میں بھی آئے جماعت اس سے دھوکا نہیں کھائے گی۔ کسی شاعر نے کہا ہے۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش
من انداز قدت رامے شناسم

کہ تو کسی رنگ کا کپڑا پہن کر آ جائے۔ تو کوئی بھیس بدل لے۔ میں تیرے دھوکہ میں نہیں آ سکتا''
(الفضل 24 مارچ 1957ء ص5)

ہر قسم کی فضیلت امام کی اطاعت میں ہے

''یاد رکھو ایمان کسی خاص چیز کا نام نہیں بلکہ ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے۔۔۔ ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعودؑ پر ایمان لاتا ہوں، ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں۔ خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص پاگلوں کی طرح اس کی اطاعت نہیں کرتا اور جب تک اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لحہ بسر نہیں کرتا۔ اس وقت تک وہ کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہوسکتا''۔
(الفضل 15 نومبر 1946ء)

''جماعت کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم لوگ متفق ہو کر ایک اقرار کرتے ہیں۔ اور وہ یہ کہ ہم نظام سلسلہ کی مضبوطی کیلئے مل کر کوشش کرتے رہیں گے۔ لیکن وہ جو نظام سلسلہ کو توڑتا ہے ہم ہر وقت اس بات کا حق رکھتے ہیں کہ جب اسے نظام کا احترام نہیں تو ایسے شخص کی جماعت سے علیحدگی کا اعلان کر دیا جائے۔ لیکن جماعت سے نکالنے کا مفہوم احمدیت سے نکالنا نہیں ہوتا۔ احمدیت اعتقاد اور ایمان سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ علیحدہ چیز ہے۔ ہوسکتا ہے ایک شخص کو ہم جماعت سے نکالیں اور وہ احمدیت پر قائم ہو۔ یہ ایک بڑی غلطی ہے جو بعض لوگوں کو لگ جاتی ہے۔ پہلے بھی میں نے بیان کیا تھا کہ اس قسم کا اخراج احمدیت سے اخراج نہیں ہوتا۔ ہم اس قسم کی کفر بازی کا سلسلہ جماعت احمدیہ میں جاری کرنا نہیں چاہتے۔ خلفاء تو کیا دراصل انبیاء کو بھی اس قسم کا اختیار نہیں ہوتا۔۔۔ درحقیقت اسلام سے خدا بھی نہیں نکالتا بندہ ہی ہے جو خود اپنے آپ کو اس سے نکال لیتا ہے۔ جب ایک بندہ اپنے منہ سے کہتا ہے کہ میں اللہ اور رسول پر ایمان لاتا ہوں تو خدا تعالیٰ بھی یہی کہتا ہے۔ بہت اچھا۔ پس جماعت سے اخراج کا جو بھی اعلان ہو۔ وہ احمدیت سے اخراج کا مفہوم نہیں رکھتا۔ میں یہ تشریح کر دیتا ہوں تا لوگ دھوکے میں نہ رہیں۔ اس کے معنے صرف یہ ہیں کہ جس غرض کے لئے خلافت کو قائم کیا گیا ہے اور جو عظیم الشان مقصد اس کا رکھا گیا ہے کہ لوگ ایک نظام کے ماتحت رہیں چونکہ وہ شخص اس اشتراک عمل کے لئے تیار نہیں ہوتا اس لئے وہ ہمارے ساتھ کام نہیں کرسکتا۔ ہم اسے احمدیت سے علیحدہ کر دیتے ہیں مگر احمدیت سے نہیں نکالتے بلکہ نکال سکتے ہی نہیں۔ ہمارا احمدیت سے نکالنے میں کسی قسم کا اختیار نہیں''۔
(الفضل 26/مارچ 1931ء)

''ہم خدا تعالیٰ کے فضل سے ضرور ترقی کریں گے اور جب جوانی کو پہنچیں گے تو ہمارے اس بچپن کو دیکھنے

والوں کو یہ یقین ہی نہیں آئے گا کہ یہ وہی جماعت ہے۔مگر ہماری جماعت کو یہ سبق کبھی نہیں بھولنا چاہئے کہ قومیں جب تعداد میں بڑھتی ہیں تو اخلاص میں گرنے لگتی ہیں اور جب زمین پر پھیلتی ہیں تو آسمان پر سکڑنے لگتی ہیں اور ظاہر ہے کہ اس سے زیادہ بدنصیب کوئی نہیں ہوسکتا جو زمین میں پھیلتا مگر آسمان میں سکڑتا ہے۔۔۔ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ ہم جتنا زمین میں پھیلیں اس سے زیادہ آسمان میں پھیلتے جائیں اور ہمارا خدا ہم سے خوش ہو''۔

(الفضل 9 مارچ 1940ء)

''ابھی ہم نے ترقی کرنی ہے۔اس سلسلہ کو مٹانے کی بہتوں نے کوشش کی اور ابھی کچھ اور کوشش کرنے والے پیدا ہوں گے مگر وہ سارے کے سارے تھک جائیں گے اور اس سلسلہ کو نقصان پہنچانے کی بجائے اس کی عزت اور ترقی کا ذریعہ بنیں گے۔جس طرح پہاڑ پر چڑھتے وقت پہلے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں آتی ہیں پھر اس سے بڑی پہاڑیاں آتی ہیں پھر اس سے بڑی پہاڑیاں آتی ہیں۔پھر اس سے بڑی پہاڑیاں آتی ہیں یہاں تک کہ انسان پہاڑ پر چڑھ جاتا ہے اس طرح خدا ہر مخالفت کے بعد اس سلسلہ کو ترقی دیتا چلا جائے گا یہاں تک کہ وہ وقت آجائے گا جب خدا اپنے وعدوں کے مطابق اس سلسلہ کو ساری دنیا میں پھیلا دے گا۔اس کے بعد ہوسکتا ہے کہ سلسلہ میں بگاڑ پیدا ہوجائے وہ تکبر میں مبتلا ہوجائیں اور خدا تعالیٰ ان کو سزا دینے کیلئے ان سے اپنی برکات چھین لے اور یا پھر ممکن ہے کہ اس وقت تک قیامت ہی آجائے۔۔۔پس یا تو اس مقام پر پہنچ کر جب احمدیت اپنی تمام اندرونی طاقتیں ظاہر کردے گی اور اپنی تمام قابلیتیں نمایاں کر دے گی لوگوں میں بگاڑ پیدا ہونے پر قیامت آجائے گی اور یا پھر اللہ تعالیٰ اسلام کی ترقی کے لئے کوئی اور راستہ تجویز کرے گا۔بہرحال جس طرح زمین میں بیج ڈالا جاتا ہے تو اس کے بعد ضروری ہوتا ہے کہ فصل اگے اور بیج اپنی تمام مخفی طاقتیں ظاہر کرے۔اسی طرح روحانی جماعتیں جب اپنی تمام پوشیدہ طاقتیں ظاہر کردیتی ہے اور اپنے تمام حسن کو نمایاں کردیتی ہیں تو اس کے بعد ان پر زوال آیا کرتا ہے اس سے پہلے نہیں''۔

(الفضل 10 راگست 1960ء)

''اب خدا کی نوبت جوش میں آئی ہے اور تم کو، ہاں تم کو، ہاں تم کو، خدا تعالیٰ نے پھر اس نوبت خانہ کی ضرب سپرد کی ہے۔اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!! اے آسمانی بادشاہت کے موسیقارو!!! ایک دفعہ پھر اس نوبت کو اس زور سے بجاؤ کہ دنیا کے کان پھٹ جائیں۔ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو۔ایک دفعہ پھر اپنے دل کے خون اس قرنا میں بھر دو کہ عرش کے پائے بھی لرز جائیں اور فرشتے بھی کانپ اٹھیں تا کہ تمہاری دردناک آوازیں اور تمہارے نعرہ ہائے تکبیر اور نعرہ ہائے شہادت توحید کی وجہ سے خدا تعالیٰ زمین پر آجائے اور پھر خدا تعالیٰ کی بادشاہت اس زمین پر قائم ہوجائے۔اسی غرض کے لئے میں نے تحریک جدید کو جاری کیا ہے اور اسی غرض کے لئے میں تمہیں وقف کی تعلیم دیتا ہوں۔سیدھے آؤ اور خدا کے سپاہیوں میں داخل ہوجاؤ۔محمد رسول اللہؐ کا تخت آج مسیح نے چھینا ہوا ہے۔تم نے مسیح سے چھین کر پھر وہ تخت محمد رسول اللہ کو دینا ہے اور محمد رسول اللہؐ نے وہ تخت خدا کے آگے پیش کرنا ہے۔اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت دنیا میں قائم ہونی ہے۔پس میری سنو! اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔میری آواز نہیں۔میں خدا کی آواز تم کو پہنچا رہا ہوں۔تم میری مانو۔خدا تمہارے ساتھ ہو! خدا تمہارے ساتھ ہو!! خدا تمہارے ساتھ ہو اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ''۔

(سیر روحانی جلد سوم صفحہ 285 تا 287)

''ہماری ترقی کا زمانہ ہے۔اس وقت ان کی حیثیت ایک مچھر کی بھی نہیں۔مچھر کوئی نقصان پہنچا سکتا ہے۔مگر وہ کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے لیکن پھر بھی انہیں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔کیونکہ اگر یہ بیج قائم رہا تو جب جماعت کمزور ہوجائے گی اس وقت اسے نقصان پہنچائے گا اس لئے ہمارا یہ فرض ہے کہ نہ صرف ہم اپنی اصلاح کریں بلکہ ایسے لوگوں کی بھی اصلاح کریں جو جماعت کیلئے آئندہ کسی وقت بھی مضر ہوسکتے ہیں۔پس ان لوگوں کو کچلنا ہمارا فرض ہے خواہ ان کے ساتھ ان سے ہمدردی رکھنے والے بعض بڑے لوگ بھی کچلے جائیں اور ہر مخلص اور سچے مبائع کا یہ فرض ہے کہ وہ اس بارہ میں میری مدد کرے اور ایسے لوگوں کے متعلق مجھے اطلاع دے۔اور اگر کوئی احمدی میرے اس اعلان کے بعد اس کام میں کوتاہی کرے گا تو خدا تعالیٰ کے نزدیک مومن نہیں ہوگا بلکہ اس کی بیعت ایک تمسخر بن جائے گی کیونکہ اس نے جان و مال اور عزت کے قربان کرنے کا وعدہ کیا لیکن جب خلیفہ وقت نے اسے آواز دی تو اس نے کسی کی دوستی کی وجہ سے آواز کا جواب نہیں دیا۔پس ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ منافقین کی اطلاع مجھے دے۔تم اس بات سے مت ڈرو کہ سو میں سے پچاس احمدی نکل جائیں گے۔تم پچاس سے ہی سو بنے ہو بلکہ تم ایک سے سو بنے ہو پھر اگر سو میں سے پچاس نکل جائیں گے تو کیا ہوا۔پس یہ مت خیال کرو کہ ان لوگوں

کے نکل جانے سے جماعت کو کوئی نقصان پہنچے گا۔ گھاس کاٹ دینے سے باغ سے سبزہ تو کم ہو جاتا ہے لیکن درخت نشوونما پاتا ہے اور باغ زیادہ قیمتی ہو جاتا ہے''۔

(الفضل یکم دسمبر 1949ء)

اسی اصول پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور ارشاد فرماتے ہیں:-

''یاد رکھو اگر تقویٰ سے آپ لوگوں نے کام لیا اور میری اطاعت اور فرمانبرداری میں کام کیا تو ایک کیا دنیا بھر کی حکومتیں مل کر بھی آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتیں۔ تم خدا کے ہو جاؤ اور اس کے احکام مانو پھر خدا تمہارا ہو جائے گا اور اس کا حکم تمہاری تائید میں ہو جائے گا اور کوئی نہیں جو خدائی حکم کو توڑ سکے''۔

(الفضل ۲۵؍جون ۱۹۳۶ء)

خدائی تائید و نصرت کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی کامیابیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

''اے میرے دوستو! میں اپنے لئے کسی عزت کا خواہاں نہیں۔ نہ جب تک خدا تعالیٰ ظاہر کرے کسی مزید عمر کا امیدوار۔ ہاں خدا تعالیٰ کے فضل کا امیدوار ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عزت کے قیام اور دوبارہ اسلام کو پاؤں پر کھڑا کرنے اور مسیحیت کے کچلنے میں میرے گزشتہ کاموں یا آئندہ کاموں کا انشاء اللہ بہت کچھ حصہ ہوگا اور وہ ایڑیاں جو شیطان کا سر کچلیں گی اور مسیحیت کا خاتمہ کریں گی ان میں ایک ایڑی میری بھی ہوگی۔'' (الفضل ۱۱؍جنوری ۱۹۴۵ء)

''غرض وہ وقت آتا ہے کہ ایسے لوگ اس سلسلہ میں شامل ہوں گے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محبت نہ پائی ہو گی۔ اور اس کثرت سے ہوں گے کہ ان کو ایک آدمی تقریر نہیں سنا سکے گا اس لئے اس وقت بہت سے مدرسوں کی ضرورت ہو گی۔ اور پھر اس بات کی بھی ضرورت ہو گی کہ ایک شخص لاہور میں ایک امرتسر میں بیٹھا سنائے۔ اور لوگوں کو دین سے واقف کرے۔ اور احکام شرع پر چلائے تا کہ تمام جماعت صحیح عقائد پر قائم رہے اور تفرقہ سے بچے۔

پس خشیت اللہ نبی کی صحبت سے جس طرح حاصل ہوتی ہے اس طرح کسی اور طریق سے نہیں حاصل ہو سکتی۔ پس تم میں سے تو بہت سے ایسے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی صحبت سے اس کو سیکھا ہے۔ اس لئے تم اس زمانہ کے لئے ہوشیار ہو جاؤ جب کہ فتوحات پر فتوحات ہوں گی عنقریب ایک زمانہ آتا ہے جب کہ تمہارے نام کے ساتھ لوگ رضی اللہ عنہ لگائیں گے۔

آج اگر تمہاری قدر نہیں تو نہ سہی لیکن ایک وقت آتا ہے جب کہ اس شخص کی پگڑی، کرتہ اور جوتی تک کو لوگ متبرک سمجھیں گے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رہا ہے۔ بیشک حضرت مسیح موعود کو ہی خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے لیکن یاد رکھو صادقوں کے ساتھ رہنے والوں کے کپڑوں کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں لکھا ہے کہ ''ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا۔ جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں۔ اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے۔ پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔ اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے''۔

(الوصیت صفحہ 8 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 306)

''پس وہ وقت جلد آنے والا ہے اس میں شک نہیں کہ آج تم لوگوں کی نظروں میں جاہل ہو۔ پر وہ دن جلدی ہی آنے والے ہیں جب کہ دنیا کہے گی کہ تمہارے زمانہ میں تم سے زیادہ مہذب کوئی نہیں گزرا۔ تم نے خدا تعالیٰ کا حکم مانا ہے اس کے رسول کا حکم مانا ہے اور اس کے مسیح کو قبول کیا ہے۔ پس تم ہی دنیا میں ایک برگزیدہ قوم ہو۔ تمہارے کپڑوں سے لوگ برکت ڈھونڈیں گے اور تمہارے ناموں کی عزت کریں گے کیونکہ تمہارے نام عزت کے ساتھ آسمان پر لکھے گئے ہیں۔ پس کون ہے جو انہیں دنیا سے مٹا سکے۔ لیکن یہ بات بھی یاد رکھو کہ جس طرح تم پر اس قدر انعام ہوئے ہیں اسی طرح تمہارے فرض بھی بہت بڑھ گئے ہیں۔ بیشک بعد میں آنے والے تحریریں پڑھ سکتے ہیں حضرت مسیح موعود کی کتابوں کو پڑھ سکتے ہیں مگر اس طرح وہ اعمال نہیں سیکھ سکتے۔ اور نہ دوسرے لوگ انہیں سکھا سکتے ہیں جس طرح تم نے سیکھے ہیں۔ مگر وہی سکھا سکتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کی صحبت میں پاک دل ہوئے۔ صرف علم نہ پہلوں کے کام آیا اور نہ پچھلوں کے کام آ سکتا ہے۔ مگر تمہیں خود علم کی ضرورت ہے قرآن شریف عربی زبان میں ہے اس لئے جب تک عربی نہ آتی ہو اس کے پڑھنے میں لذت نہیں آ سکتی اور نہ اس کے احکام سے انسان واقف ہو سکتا ہے۔ پس تم عربی سیکھو تا کہ قرآن شریف کو سمجھ سکو۔ ابھی میر حامد شاہ صاحب نے ایک نظم پڑھی ہے عجیب بات ہے کہ اس میں انہوں نے ایک شعر بھی کہا ہے کہ اسی کے مضمون کے متعلق میں اس وقت تقریر کرنے

کے لئے کھڑا ہوا ہوں اور وہ یہ ہے کہ تم بار بار قادیان آؤ اور آ کر قرآن سیکھو تا بعد میں آنے والوں کو سکھا سکو۔ اگر تم اس کے لئے تیار نہ ہوئے تو یاد رکھو کہ ایک عرصہ تک تو بیشک تمہیں عزت حاصل ہو گی لیکن ایسا زمانہ آئے گا جب کہ تم خاک میں ملائے جاؤ گے اور تم سے آنے والے لوگ جن میں خشیت اللہ نہ ہو گی وہی سلوک کریں گے جو صحابہؓ کے ساتھ ان لوگوں نے کیا جو بعد میں آئے تھے کہ انہیں قتل کرا کر ان کی لاشوں پر تھوکا اور دفن نہ ہونے دیا۔

دیکھو میں آدمی ہوں اور جو میرے بعد ہو گا وہ بھی آدمی ہی ہو گا جس کے زمانہ میں فتوحات ہوں گی وہ اکیلا سب کو نہیں سکھا سکے گا۔ تم ہی لوگ ان کے معلم بنو گے۔ پس اس وقت تم خود سیکھو تا ان کو سکھا سکو۔ خدا تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ دنیا کے لئے پروفیسر بنا دئے جاؤ۔ اس لئے تمہارے لئے ضروری ہے اور بہت ضروری ہے کہ تم خود پڑھو تا آنے والوں کے لئے استاد بن سکو۔ اگر تم نے خود نہ پڑھا تو ان کو کیا پڑھاؤ گے۔ ایک نادان اور جاہل استاد کسی شاگرد کو کیا پڑھا سکتا ہے۔''

(انوار خلافت۔انوار العلوم جلد 3 صفحہ 169-170)

''میں آسمان پر خدا تعالیٰ کی انگلی کو احمدیت کی فتح کی خوشخبری لکھتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ جو فیصلہ آسمان پر ہو زمین اسے رد نہیں کر سکتی اور خدا کے حکم کو انسان بدل نہیں سکتا۔ سو تسلی پاؤ اور خوش ہو جاؤ اور دعاؤں اور روزوں اور انکساری پر زور دو اور بنی نوع انسان کی ہمدردی اپنے دلوں میں پیدا کرو کہ کوئی مالک اپنا گھوڑا بھی کسی ظالم سائیس کے سپرد نہیں کرتا۔ اسی طرح خدا بھی اپنے بندوں کی باگ ان ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے جو بخشتے ہیں اور چشم پوشی کرتے ہیں اور خود تکلیف اٹھاتے ہیں تا کہ خدا کے بندوں کو آرام پہنچے۔ ہر ایک مغرور، خود پسند اور ظالم عارضی خوشی دیکھ سکتا ہے مگر مستقل خوشی نہیں دیکھ سکتا۔ پس تم نرمی کرو اور عفو سے کام لو اور خدا کے بندوں کی بھلائی کی فکر میں لگے رہو۔ تو اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ میں حاکموں کے دل بھی ہیں وہ ان کے دل کو بدل دے گا اور حقیقت حال ان پر کھول دے گا یا ایسے حاکم بھیج دے گا جو انصاف اور رحم کرنا جانتے ہوں۔

تم لوگ جن کو اس موقع پر قادیان میں رہنے کا موقع ملا ہے اگر نیکی اور تقویٰ اختیار کرو گے تو تاریخ احمدیت میں عزت کے ساتھ یاد کئے جاؤ گے اور آنے والی نسلیں تمہارا نام ادب و احترام سے لیں گی اور تمہارے لئے دعائیں کریں گی اور تم وہ کچھ پاؤ گے جو دوسروں نے نہیں پایا۔ اپنی آنکھیں نیچی رکھو لیکن اپنی نگاہ آسمان کی طرف بلند کرو۔ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا۔''

(مکتوبات اصحاب احمد جلد اول صفحہ 44-46)

''جب تک دنیا کے چپہ چپہ پر اسلام نہ پھیل جائے اور دنیا کے تمام لوگ اسلام قبول نہ کر لیں اس وقت تک اسلام کی تبلیغ میں وہ کبھی کوتاہی سے کام نہ لیں۔ خصوصاً اپنی اولاد کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ قیامت تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھیں اور اپنی اولاد در اولاد کو نصیحت کرتے چلے جائیں کہ انہوں نے اسلام کی تبلیغ کو کبھی نہیں چھوڑنا اور مرتے دم تک اسلام کے جھنڈے کو بلند رکھنا ہے''

(الفضل 17 فروری 1960ء)

''حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے:

خُذُوا التَّوْحِيْدَ اَلتَّوْحِيْدَ يَا اَبْنَاءِ الْفَارِس

(تذکرہ طبع اول ص 232)

اے مسیح موعود اور اس کی ذریت! توحید کو ہمیشہ قائم رکھو سو اس سلسلہ میں خدا تعالیٰ نے توحید پر اتنا زور دیا ہے کہ اس کو دیکھتے ہوئے اور قرآنی تعلیم پر غور کرتے ہوئے یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے توحید کامل احمدیوں میں قائم رکھے گا۔ اور اس کے نتیجہ میں خلافت بھی ان کے اندر قائم رہے گی اور وہ خلافت بھی اسلام کی خدمت گزار ہو گی۔ حضرت مسیح ناصری کی خلافت کی طرح وہ خود اس کے اپنے مذہب کو توڑنے والی نہیں ہو گی۔''

(خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ 7)

قیامت تک آنے والے احمدیوں کو نصیحت، جماعت کو تفرقہ اور اختلاف سے بچنے اور اتحاد سے رہنے کی تلقین کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:-

''۔۔۔جماعت میں تفرقہ اندازی سے بڑھ کر ہلاکت کی راہ کوئی نہیں۔ جو رستہ پہلے خطرناک ثابت ہوا ہو کوئی دانا اس پر نہیں چلتا۔ کیا کوئی شخص ہے جو گلے پر چھری پھیر لیتا ہو؟ ہرگز نہیں۔ کیوں نہیں؟ اس لئے کہ جانتا ہے کہ چھری پھیرنے سے گلا کٹ جائے گا۔ کوئی نہیں جو سانپ کے بچے سے کھیلے وہ جانتا ہے کہ سانپ ڈنگ مارے گا جس سے جان جائے گی۔ کوئی انسان نہیں دیکھا ہو گا جو جنگلی شیر کے منہ میں دیدہ و دانستہ اپنا ہاتھ ڈال دے کیونکہ جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ شیر چیر پھاڑ کر ٹکڑے کر ڈالے گا۔ مگر فتنہ کی راہ اس سے بھی زیادہ تجربہ شدہ ہے۔ سانپوں کے ڈسے ہوئے بچ جاتے ہیں، شیر کے پھاڑے ہوؤں کا علاج ہو جاتا ہے، آگ سے سلامتی ہو جاتی ہے اگر نہیں سلامتی تو فتنہ کے بعد نہیں۔ کوئی نظیر نہیں بتلائی جا سکتی کہ فتنہ کے بعد کوئی قوم سلامت رہی ہو۔۔۔''

''پس میں ہوشیار کرتا ہوں کہ ان تمام بلاؤں اور

ہلاکتوں سے بچنے کا صرف ایک ہی گر ہے وہ ہے اتفاق واتحاد۔ جب تک اتفاق واتحاد سے رہو گے اور جب تک اسی کوشش میں رہو گے کہ کسی طرح اس راہ کو نہ چھوڑیں۔کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی فتح نہیں پا سکے گا لیکن اگر یہ باتیں چلی گئیں اختلاف رونما ہو گیا تو چھوٹے چھوٹے آدمی بھی تم پر غالب آجائیں گے۔''

(سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ 406)

''خلیفہ خدا بنایا کرتا ہے۔اگر ساری دنیا مل کر خلافت کو توڑنا چاہے اور کسی ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہے جس پر خدا راضی نہیں۔۔۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو اور اس کے سارے خاندان کو اس طرح پیس ڈالے گا جس طرح چکی میں دانے پیس ڈالے جاتے ہیں''۔

(مصلح موعود)

''خدا تعالیٰ کی صفتِ علیم جس شان اور جس جاہ وجلال کے ساتھ میرے ذریعہ جلوہ گر ہوئی اُس کی مثال مجھے خلفاء کے زمرہ میں اور کہیں نظر نہیں آتی۔مَیں وہ تھا جسے کل کا بچہ کہا جاتا تھا۔مَیں وہ تھا کہ جسے احمق اور نادان قرار دیا جاتا تھا۔مگر عہدۂ خلافت کو سنبھالنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھ پر قرآنی علوم اتنی کثرت کے ساتھ کھولے کہ اب قیامت تک اُمّتِ مسلمہ اِس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں کو پڑھے اور اُن سے فائدہ اٹھائے۔ وہ کونسا اسلامی مسئلہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ نہیں کھولا۔ مسئلہ نبوت، مسئلہ کفر، مسئلہ خلافت، مسئلہ تقدیر، قرآنی ضروری امور کا انکشاف اسلامی اقتصادیات۔ اسلامی سیاسیات اور اسلامی معاشرت وغیرہ پر تیرہ سو سال سے کوئی وسیع مضمون موجود نہیں تھا مجھے خدا نے اس خدمت دین کی توفیق دی اور اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعہ سے ہی ان مضامین کے متعلق قرآن کے معارف کھولے جن کو آج دوست دشمن سب نقل کر رہے ہیں مجھے کوئی لاکھ گالیاں دے مجھے لاکھ بُرا بھلا کہے۔ جو شخص اسلام کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے لگے گا اُسے میرا خوشہ چین ہونا پڑے گا اور وہ میرے احسان سے کبھی باہر نہیں جا سکے گا۔ چاہے پیغامی ہوں یا مصری۔ ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہونگی کہ میری کتابوں کو پڑھیں اور اُن سے فائدہ اٹھائیں۔ بلکہ میں بغیر فخر کے کہہ سکتا ہوں کہ اس بارہ میں سب خلفاء سے زیادہ مواد میرے ذریعہ سے جمع ہوا ہے اور ہو رہا ہے۔ پس مجھے یہ لوگ خواہ کچھ کہیں خواہ کتنی بھی گالیاں دیں ان کے دامن میں اگر قرآن کے علوم پڑیں گے تو میرے ذریعہ ہی۔ اور دنیا ان کو یہ کہنے پر مجبور ہو گی کہ اے نادانو! تمہاری جھولی میں تو جو کچھ بھرا ہوا ہے وہ تم نے اسی سے لیا ہے پھر اس کی مخالفت تم کس منہ سے کر رہے ہو۔''

(خلافت راشدہ صفحہ 254 تا 256)

اطاعت کی روح

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''۔۔۔پس جب امیر مقرر کیا جاتا ہے تو اس کے ساتھ محبت اور ادب کا تعلق قائم کرنا ضروری ہے ورنہ اگر آپ اس کو اپنے سے حقیر سمجھتے رہیں۔ بظاہر اطاعت بھی کریں گے تب بھی آپ کیلئے ہمیشہ کے لئے خطرہ موجود رہے گا۔ آپ ٹھوکر کھا سکتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے اس مضمون کو اتنی وضاحت کے ساتھ کھول کر بار بار پیش فرمایا کہ ایک موقع پر فرمایا کہ دیکھو تمہارے اُوپر اگر ایک ایسا امیر بھی مقرر کیا جائے جو حبشی ہو۔ یعنی عربوں کو اپنی قومیت پر ناز تھا اور ایک حبشی شخص کے متعلق کہ وہ آکر ان کا امیر بن جائے وہ سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ مثال کیسی عمدہ دی ہے جو اُن کے لئے کراہت کا سب سے بڑا سامان رکھتی تھی۔ فرمایا حبشی ہو اور غلام ہو اور عربوں کے لئے غلام کی اطاعت کرنا تو ایک ناقابلِ تصوّر بات تھی۔ سوچ بھی نہیں سکتے تھے اور سخت اس سے تنافر پایا جاتا تھا۔ پھر ان کو اپنی سرداریوں اور عقلوں پر بڑا ناز تھا۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا سر منقّے کے برابر ہو یعنی خشک کئے ہوئے کشمش کے دانے جتنا سر ہو۔ اتنا بے وقوف اور پاگل ہو۔ اگر ایسا امیر بھی تم پر مقرر کیا جائے تو تم پر فرض ہے کہ اس کی اطاعت کرو۔ یہ ہے۔۔۔امارت کی رُوح، اور اطاعت کی رُوح جس کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے خوب کھول کھول کر بیان فرمادیا اور قرآن کریم نے بھی آپ کے ان حقوق کی خوب حفاظت فرمائی ہے۔ جو باتیں مختلف وقتوں میں شیطان آنحضرت ﷺ کے غلاموں کو بدل کرنے کے لئے پھیلاتے رہتے تھے قرآن نے اُن سب کی تاریخ محفوظ کر دی ہے اور فتنہ کے ہر پہلو کو ہمیشہ کے لئے خوب کھول کر بیان کر دیا ہے۔ قرآن کریم نے جو پہلو بیان فرمائے ہیں ایک بھی ایسا دُنیا میں فتنہ نہیں جو اُن پہلوؤں سے باہر ہو۔ پس دینِ حق کے پَیروکاروں کے لئے ہر قسم کی خبرداری کے باوجود، تنبیہ کے باوجود، دوبارہ ٹھوکر کھانا حد سے زیادہ جہالت اور خودکشی کے مترادف ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰؍ اگست ۱۹۹۰ء بمقام ناصر باغ گروس گیراؤ، جرمنی)

☆☆☆

"چہ خوش بُودے اگر ہر یک زِ اُمّت نور دیں بُودے"

قدرتِ ثانیہ کے مظہرِ اوّل حضرت مولوی نور الدین بھیروی کی سیرتِ حسنہ کے چند پہلو

(محترم عبد السلام صاحب طاہرؔ مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

صدّیقی صفات سے متصف ہو کر امام الزمان کے دَر پر دھونی رما کر بیٹھ جانے کے لحاظ سے حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحب نوّر اللہ مرقدہٗ ایک قابلِ تقلید نمونہ تھے۔ حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

"دل میں از بس آرزو ہے کہ اور لوگ بھی مولوی صاحب کے نمونہ پر چلیں۔ مولوی صاحب پہلے راستبازوں کا نمونہ ہیں۔"

پھر اس آرزو کو اپنے اس شعر میں یوں بیان فرماتے ہیں

؎ چہ خوش بودے اگر ہر یک زِ اُمّت نورِ دیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بُودے

یعنی کیا ہی خوب ہو اگر میری جماعت کا ہر فرد نور دین بن جائے اور یہ تبھی ہو سکتا ہے کہ ہر دل نور دین کے دل کی طرح نورِ یقین سے بھر جائے۔

دُعا کا ثمر

حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی ذاتِ گرامی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی دعا کا ثمر اور نشاناتِ الٰہیہ میں سے ایک نشان تھی۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب سے مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور کیا گیا ہوں مجھے دین کے لئے چیدہ چیدہ مددگاروں کا شوق رہا ہے اور یہ شوق پیاس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ میں خدا تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کیا کرتا تھا اور عرض کرتا تھا کہ الٰہی میرا ناصر و مددگار کون ہے۔ میں تنہا اور بے حقیقت ہوں۔ پس جب دعا کا ہاتھ مسلسل اُٹھا اور آسمانی فضا میری دعاؤں سے معمور ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے میری عاجزانہ دعا قبول کر لی اور ربّ العالمین کی رحمت جوش میں آئی اور اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص اور صدّیق دیا جو میرے مددگاروں کی آنکھ اور میرے مخلصینِ دین کا خلاصہ ہے۔ اس مددگار کا نام اس کی نورانی صفات کی طرح نور الدین ہے۔۔۔ مجھے اس کے ملنے سے ایسی خوشی ہوئی کہ گویا کوئی جدا شدہ جسم کا ٹکڑا مل گیا ہے۔۔۔ جب وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے ملاقات کی اور میری نگاہ ان پر پڑی تو میں نے دیکھا کہ آپ میرے ربّ کے نشانوں میں ایک نشان ہیں اور مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میری اُسی دعا کا نتیجہ ہیں جو میں ہمیشہ کیا کرتا تھا اور میری فراست نے بتا دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے منتخب بندوں میں سے ہے۔"

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

دعاؤں کا توارد

یہ بہت ہی دلچسپ اور ایمان افروز توارد ہے کہ ایک طرف حضرت مسیح موعود دُعائیں کر رہے تھے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو کوئی خاص الخاص مرید کامل معاون و مددگار کے طور پر عطا فرمائے اور دوسری طرف حضرت مولوی نور الدین صاحب بڑے اضطراب اور تڑپ کے ساتھ دعائیں مانگ رہے تھے کہ

"مجھے اللہ تعالیٰ ایسا شخص دکھائے جو دینِ حق کی تجدید کرے اور معاندین و شیاطین پر سنگباری کرے میں اس خواہش کے پورا ہونے کا دلی خواہشمند تھا۔۔۔ مجھے ایسے کامل مرد دیکھنے کا انتہائی شوق تھا جو یگانۂ روزگار ہو اور میدان میں تائیدِ دین اور مخالفین کا مُنہ بند کرنے کے لئے سینہ سپر ہو کر کھڑا ہونے والا ہو۔"

(حیاتِ نور صفحہ ۱۱۱)

چنانچہ آپ کی دُعا رنگ لائی اور ۱۸۸۴ء میں آپ کی نظر ایک ایسے اشتہار پر پڑی جس میں تمام مذاہب کو دینِ حق کے مقابل پر نشان نمائی کے لئے چیلنج کیا گیا تھا۔ آپ نے تحریر کی خوشبو سے ہی گلفام کی رعنائیوں

کو بھانپ لیا اور عازمِ سفر ہوئے۔ جب قادیان پہنچے تو پہلی نظر میں ہی گوہرِ مقصود کو پالیا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

''میں نے دیکھتے ہی دل میں کہا کہ یہی میرزا ہے اور اس پر میں سارا ہی قربان ہو جاؤں۔''

پہلی ملاقات کے بعد تو آپ کو حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ سے والہانہ عقیدت ہوگئی۔ آپ واپس کشمیر تشریف لے گئے اور جاتے ہی اپنے آقا کی خدمت میں ایک ایسا خط تحریر فرمایا جس کا ایک ایک جملہ عقیدت، مودّت اور فدائیت کے جذبات سے لبریز ہے۔ بطور نمونہ چند فقرات ملاحظہ ہوں:۔

''میری دعا یہ ہے کہ ہر وقت حضور کی جناب میں حاضر رہوں اور امامِ زماں سے جس مطلب کے واسطے وہ مجدّد کیا گیا ہے وہ مطالب حاصل کروں۔ اگر اجازت ہو تو میں نوکری سے استعفیٰ دے دوں اور دن رات خدمتِ عالی میں پڑا رہوں۔ اگر حکم ہو تو اس تعلق کو چھوڑ کر دُنیا میں پھروں اور لوگوں کو دینِ حق کی طرف بلاؤں اور اسی راہ میں جان دے دوں میں آپ کی راہ میں قربان ہوں۔ میرا جو کچھ ہے میرا نہیں آپ کا ہے۔''

(مرقاۃ الیقین)

اللہ کا پیارا بندہ

حقیقت یہ ہے کہ آپ خدا کے ہو چکے تھے اور خدا آپ کا۔ آپ کو خدا پیارا تھا اور خدا کو آپ پیارے تھے۔ آپ خدا سے خوش تھے اور خدا آپ سے خوش تھا۔ اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ بیتِ اقصیٰ قادیان میں رفقاءِ مسیح موعودؑ نماز کے لئے جمع تھے۔ حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب کسی وجہ سے اپنی جگہ سے اُٹھ کر ذرا باہر گئے اتنے میں حضرت مولوی نورالدین صاحب تشریف لے آئے خالی جگہ پا کر اس جگہ پر بیٹھ گئے۔ صاحبزادہ صاحب جب واپس آئے تو کچھ غصہ کے انداز میں کہا کہ مولوی صاحب آپ کو معلوم نہیں کہ دوسرے کی جگہ پر نہیں بیٹھنا چاہیئے! حضرت مولوی صاحب اس جگہ سے اُٹھنے ہی والے تھے کہ فوراً صاحبزادہ صاحب نے کہا نہیں نہیں آپ بیٹھے رہیں ابھی ابھی مجھے الہام ہوا ہے کہ

''اللہ کے پیارے بندوں سے نہیں جھگڑتے۔''

اِسی طرح قادیان میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب نے اپنے قیام کے دوران حضرت مولوی صاحب سے حدیث پڑھنا شروع کردی۔ ایک دن کسی دوست نے آپ سے کہا کہ آپ تو خود حدیث کے بہت بڑے عالم ہیں آپ کیوں مولوی صاحب سے حدیث پڑھتے ہیں؟ حضرت صاحبزادہ صاحب نے جواباً فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتا دیا ہوا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے بعد مولوی صاحب آپ کے پہلے خلیفہ ہوں گے اس لئے میں تبرّک کے طور پر آپ سے حدیث پڑھتا ہوں۔

عارفانہ دعاءِ مقبول

حضرت مولوی صاحب ابھی عالمِ شباب میں ہی تھے کہ فریضہ حج ادا کرنے کے لئے مکّہ مکرمہ تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ نے جو پہلی دُعا کی اُسے آپ کے الفاظ میں ہی پڑھئے۔ آپ فرماتے ہیں:

''میں نے کسی روایت کے ذریعہ یہ سنا ہوا تھا کہ جب بیت اللہ نظر آئے تو اس وقت کوئی ایک دعا مانگ لو وہ ضرور ہی قبول ہو جاتی ہے۔۔۔ میں نے یہ دعا مانگی کہ الٰہی میں تو ہر وقت محتاج ہوں اب میں کون کون سی دُعا مانگوں۔ پس میں یہی دُعا مانگتا ہوں کہ میں جب بھی ضرورت کے وقت دُعا مانگوں تُو اس کو قبول کر لیا کر۔ میرا تجربہ ہے کہ میری تو یہ دُعا قبول ہی ہوگئی۔ بڑے بڑے نیچریوں، فلاسفروں، دہریوں سے مباحثہ کا اتفاق ہوا اور ہمیشہ دُعا کے ذریعہ مجھ کو کامیابی حاصل ہوئی اور ایمان میں بڑی ترقی ہوتی گئی۔''

(مرقاۃ الیقین)

اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت اور ذاتی محبت کا سب سے اہم اور بنیادی ذریعہ مقبول دعائیں ہوتی ہیں۔ جوں جوں دعائیں قبول ہوتی جاتی ہیں توں توں انسان کا قدم معرفت اور محبت کے میدان میں آگے ہی آگے اُٹھتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ اس کا ایمان حق الیقین کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے اور اس کا نفس نفسِ مطمئنہ میں تبدیل ہو جاتا ہے اور اللہ اس سے راضی اور وہ اللہ سے راضی ہو جاتا ہے۔ حضرت مولوی صاحب کی اللہ تعالیٰ کی طرف روحانی پرواز آپ کی بکثرت مقبول دعاؤں کا نتیجہ تھی اور آپ نے مستجاب الدعوات کا مقام بھی دُعا ہی کے ذریعہ حاصل کیا تھا۔ اسی لئے آپ کی پوری زندگی قبولیتِ دعا کے نشانوں سے ایسے مزیّن ہے جیسے آسمان ستاروں سے۔

مقامِ توکّل

آپ کی سیرت کا ایک بہت ہی نمایاں اور ممتاز پہلو آپ کا اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور کامل توکّل ہے۔ اس پہلو سے آپ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے تو ایک بڑا ہی حسین وجمیل، رُوح پرور اور دلکش منظر دکھائی دیتا ہے اور آپ ہر بات میں اللہ تعالیٰ پر متوکّل نظر آتے

ہیں اور اُدھر اللہ تعالیٰ ہر بات میں آپ کا متولّی و متکفل دکھائی دیتا ہے اور ہر وقت آپ کی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتا ہؤا جلوہ گر ہوتا ہے اور آپ کے ساتھ یہ ایک وعدۂ الٰہی تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

'' خدا تعالیٰ کا میرے ساتھ یہ وعدہ ہے کہ مَیں اگر جنگل بیابان میں بھی ہوں تب بھی خدا تعالیٰ مجھے رزق پہنچائے گا اور مَیں کبھی بُھوکا نہیں رہوں گا۔''

واقعۃً ایسا ہی ہؤا ہے۔ آپ کی پوری زندگی ایک ایسا آئینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں، برکتوں اور رحمتوں کا سایہ آپ پر نظر آتا ہے۔

حضرت مولوی صاحب ریاست جموں و کشمیر میں مہاراجہ کے ہاں بطور شاہی طبیب کے رہ رہے تھے۔ آپکو معقول تنخواہ بھی ملتی تھی اور سال میں کئی بار انعامات سے بھی نوازا جاتا تھا۔ آپ یہ ساری کی ساری آمد طلباء، غرباء، یتامیٰ، مساکین اور بیوگان میں تقسیم فرما دیتے تھے۔ جموں میں حاکم نامی ایک ہندو تھا وہ آپ کے پاس آتا جاتا رہتا تھا وہ آپ کی اس فیّاضی کو دیکھ کر آپ سے اکثر کہا کرتا تھا کہ '' مولوی صاحب آپ ہر ماہ کم از کم ایک سو روپیہ ضرور پس انداز کر لیا کریں سدا حالات ایک جیسے نہیں رہتے بعض دفعہ اچانک مشکل آن پڑتی ہے۔'' آپ اس ہندو کو ہمیشہ یہی جواب دیا کرتے تھے کہ ایسے خیالات لانا اللہ تعالیٰ پر بدظنّی ہے ہم پر انشاء اللہ کبھی مشکلات نہیں آئیں گی۔ پھر جب آپ کو مہاراجہ کی طرف سے ملازمت سے علیحدگی کا نوٹس ملا تو وہ ہندو آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مولوی صاحب شاید آج آپ کو میری نصیحت یاد آ رہی ہوگی۔ آپ نے فرمایا '' تمہاری نصیحت کو مَیں جیسا پہلے حقارت سے دیکھتا تھا آج بھی ویسا ہی حقارت سے دیکھتا ہوں۔'' اسی اثناء میں خزانہ کا ایک آدمی آتا ہے اور چار سو اسّی روپے آپ کے آگے رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ '' یہ آپ کی تنخواہ ان دنوں کی ہے جو اس مہینہ سے گذر چکے ہیں۔'' اُس ہندو نے افسران کو گالی دے کر کہا '' کیا نوردین تم پر نالش تھوڑی کرنے لگا تھا۔'' ابھی یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک رانی کی طرف سے ایک خطیر رقم بطور نذرانہ آپ کی خدمت میں پہنچ گئی۔ یہ دیکھ کر ہندو کا غصہ اَور بھی بڑھ گیا اور کہنے لگا جس شخص کا آپ نے ایک لاکھ پچانوے ہزار روپیہ قرضہ دینا ہے وہ تو اپنا قرضہ وصول کئے بغیر آپ کو نہیں جانے دے گا۔ اس نے ابھی یہ بات ختم ہی کی تھی کہ جس سیٹھ کا آپ نے قرضہ دینا تھا اس کا آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہؤا اَور مولوی صاحب کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ میرے مالک نے کہا ہے کہ مولوی صاحب کو تو جانا ہے اُن کے پاس روپیہ نہ ہوگا تم اُن کا سب سامان گھر جانے کا کر دو اور جس قدر اُن کو روپیہ کی ضرورت ہو دے دو۔'' آپ نے فرمایا '' مجھ کو روپیہ کی ضرورت نہیں ہے خزانہ سے بھی روپیہ آ گیا ہے اور ایک رانی نے بھی بھیج دیا ہے میرے پاس روپیہ کافی سے زیادہ ہے۔'' اب تو ہندو پر عجیب گذری۔ وہ غصہ سے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا '' پرمیشر (خدا) کے یہاں بھی کچھ لحاظ داری ہوتی ہے۔ ہم لوگ صبح سے شام تک کیسے کیسے دُکھ اُٹھاتے ہیں تب جا کر کہیں بڑی دِقّت سے روپیہ کا مُنہ دیکھنا نصیب ہوتا ہے۔ بھلا اَور تو ہؤا اِس احمق کو دیکھو اپنے روپیہ کا مطالبہ تو کیا اَور دینے کو تیار ہو گیا۔'' آپ نے فرمایا '' اللہ تعالیٰ دلوں کو جانتا ہے ہم اس کا روپیہ جلد ادا کر دینگے تم ان بھیدوں کو سمجھ نہیں سکتے۔''

کشمیر سے ملازمت سے فارغ ہو کر آپ جلد ہی قادیان میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ آپ پر ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے قرض تھا۔ تھوڑے ہی عرصہ بعد جموں و کشمیر کے مہاراجہ کو شدت سے یہ احساس ہؤا کہ مولوی صاحب کو ملازمت سے علیحدہ کرنے میں آپ سے زیادتی اور ناانصافی ہوئی ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے مہاراجہ نے ایک سکیم سوچی کہ اس مرتبہ جنگلات کا ٹھیکہ صرف اس شخص کو دیا جائے گا جو منافع کا نصف مولوی صاحب کو ادا کرے۔ اس شرط پر جس شخص نے ٹھیکہ لیا ایک سال بعد اس نے منافع کا حساب کیا تو کُل منافع جو بچا وہ تین لاکھ نوے ہزار روپے بنا جس کا نصف ایک لاکھ پچانوے ہزار روپے تھا۔ شرط کے مطابق ٹھیکیدار یہ رقم لے کر خود حضرت مولوی صاحب کی خدمت میں پہنچا اور رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دی۔ آپ نے فرمایا تم یہ رقم واپس لے جاؤ اور کشمیر میں فلاں سیٹھ کو جا کر دے دو اس کا میں نے قرض دینا تھا۔

عشق قرآن

آپ کی سیرت کا ایک اَور پہلو قرآن کریم کے ساتھ بے نظیر عشق اور محبت ہے۔ آپ قرآن کریم کے عاشقِ صادق تھے۔ روزانہ قرآن کریم کی تلاوت کرنا، آیاتِ قرآنیہ پر گھنٹوں غور و فکر کرتے رہنا اور جہاں بھی ہوں درسِ قرآن کا سلسلہ جاری رکھنا یہ آپ کے روزمرّہ کے چیدہ و پسندیدہ اور محبوب و مرغوب مشاغل تھے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

'' قرآنِ کریم میری غذا، میری تسلّی اور اطمینان کا سچا ذریعہ ہے اور مَیں جب تک اس کو کئی بار مختلف رنگ میں پڑھ نہیں لیتا مجھے آرام اور چین نہیں آتا۔ بچپن سے میری طبیعت خدا نے قرآن شریف پر تدبّر کرنے

والی بنائی ہے اور مَیں ہمیشہ دیر دیر تک قرآن شریف کے عجائبات اور بلند پروازیوں پر غور کیا کرتا ہوں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد چہارم صفحہ ۵۹۶)

چنانچہ عشقِ قرآن کا اظہار اس سے بھی ہوتا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کو مسلسل ایک ماہ سفر کرنا پڑا۔ آپ نے اس ایک ماہ کے سفر کے دوران چودہ پارے حفظ کر لئے۔ قرآن کریم سے عقیدت و محبت کی یہ کیفیت تھی کہ ایک دفعہ درسِ قرآن دینے کے لئے بیت اقصیٰ کی طرف جا رہے تھے راستے میں کسی نے آپ کو بتایا کہ صوفی غلام محمد صاحب نے قرآنِ مجید حفظ کر لیا ہے۔ یہ سُنتے ہی آپ فرطِ مسرت میں اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہوئے وہیں سجدہ میں گر گئے۔

گھر نور سے بھر گیا

حضرت مولوی صاحب روزانہ شام کو اپنے فرزند مولوی عبدالحیٔ صاحب جو ابھی نوعمر بچے تھے کو درسِ قرآن دیا کرتے تھے۔ نواب عبدالرحیم خان صاحب اور نواب عبداللہ خان صاحب بھی ان دنوں نوعمر بچے ہی تھے ان دونوں بھائیوں نے بھی اس درس میں آنا شروع کر دیا۔ پہلے دن جب دونوں بھائی درس سُننے مولوی صاحب کے گھر آئے تو مولوی صاحب بے حد خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ میرا گھر نور سے بھر گیا ہے۔ یہاں تم دونوں کے آنے سے مجھے بے حد خوشی ہے اور خوشی میں اسی وقت بتاشے منگوا کر تقسیم کئے۔

آپ کے دل میں قرآن کریم کی غیر معمولی عظمت پائی جاتی تھی۔ آپ نہ صرف خود قرآن کریم سے فیضیاب ہوتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی درسوں کے ذریعہ مستفیض فرماتے تھے اور اس مقصد کے لئے بڑی سعی سے اہتمام فرماتے تھے۔ جب آپ جموں میں تھے وہاں بھی درسوں کا سلسلہ جاری رکھا ہوا تھا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

’’ مَیں نے جموں میں بہت درس دئے ہیں۔ اپنی جیب سے بہت سے روپے بھی اس کام کے لئے خرچ کرتا تھا۔ پھر مجھ کو خدا تعالیٰ نے سمجھایا کہ ہم تیرے لئے دوسری صورت پیدا کر دیں گے اب مَیں (قادیان میں) کچھ زیادہ روپیہ بھی خرچ نہیں کرتا۔ اخلاص ایسی چیز ہے کہ یا تو مَیں ہزاروں روپے خرچ کر کے بعض نوجوانوں کو بنانا چاہتا تھا یا اب مَیں ایسے نوجوانوں کو جانتا ہوں جو مجھ پر جان دینے کو تیار ہیں اور میرے بالکل جانگداز عاشق ہیں۔‘‘

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۲۵)

آپ کا درس بڑا پُر معارف اور پُر اثر ہوتا تھا۔ حاجی غلام احمد صاحب اور بشارت علی صاحب پوسٹ ماسٹر بیعت سے قبل بغرض تحقیق قادیان تشریف لے گئے۔ عصر کا وقت تھا سیدھے بیتِ اقصیٰ میں چلے گئے۔ وہاں حضرت مولوی صاحب قرآنِ کریم کا درس دے رہے تھے۔ یہ دونوں احباب درس میں شریک ہو گئے۔ آپ کے درس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ وہ سمجھنے لگے کہ شاید آپ ہی مسیح موعود ہیں۔ جب انہیں بتایا گیا کہ آپ مولوی نور الدین ہیں اور مسیح موعود دوسرے ہیں۔ یہ سُنکر حاجی غلام احمد صاحب فرمانے لگے ’’یہ تو اَور بھی خوشی کی بات ہے جس دربار کے مولوی ایسے باکمال ہیں وہ خود کیسے بے نظیر ہوں گے۔‘‘

زلفِ محبوب

حضرت مولوی صاحب قرآنِ کریم سے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

’’ قرآن کریم کے ساتھ مجھ کو اس قدر محبت ہے کہ بعض وقت تو حروف کے گول گول دوائر مجھے زلفِ محبوب نظر آتے ہیں اور میرے مُنہ سے قرآن کریم کا ایک سمندر رواں ہوتا ہے۔ اور میرے سینہ میں قرآن کریم کا ایک باغ لگا ہوا ہے۔ بعض دفعہ تو مَیں حیران ہو جاتا ہوں کہ کس طرح اس کے معارف بیان کروں۔‘‘

(بدر ۱۹۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء)

آپ نے یہ عشقِ قرآن کی لذّت اپنے آقا سے پائی تھی یہی وجہ ہے کہ دل میں ہر دَم ایک ہی تمنا ہے کہ دنیا و آخرت میں قرآن کریم ہی مطلوب و مقصود ہو۔ آپ فرماتے ہیں:۔

’’خدا تعالیٰ مجھے بہشت اور حشر میں نعمتیں دے تو مَیں سب سے پہلے قرآن شریف مانگوں گا تا حشر کے میدان میں اور بہشت میں بھی قرآن شریف پڑھوں، پڑھاؤں اور سُناؤں۔‘‘

(تاریخ احمدیت جلد چہارم)

چنانچہ آپ کے سینہ میں عشقِ قرآن کا جو چراغ روشن تھا آپ بے حد متمنی تھے کہ کسی نہ کسی طرح یہ چراغ ہر سینہ میں روشن ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے جیسا کہ اُوپر ذکر کیا جا چکا ہے آپ درسِ قرآن بڑی ہی محبت، لگن اور باقاعدگی سے دیتے تھے یہاں تک کہ جب آپ مرض الموت میں مبتلا تھے اور کمزور و نحیف ہو چکے تھے تب روزانہ دو آدمیوں کا سہارا لے کر درس دینے لے لئے تشریف لے جاتے۔ جب سہارا لے کر چلنے کی بھی سکت نہ رہی تو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ اب آپ درس دینا بند کر دیں۔ اس پر آپ نے فرمایا:۔

’’ قرآنِ کریم میری رُوح کی غذا ہے اس کے بغیر میرا زندہ رہنا محال ہے لہٰذا درس مَیں کسی حالت میں بھی بند

نہیں کر سکتا۔۔۔بول تو مَیں سکتا ہوں خدا کے آگے کیا جواب دوں گا۔درس کا انتظام کرو کہ مَیں قرآن مجید سُنا دوں۔''

(حیاتِ نور)

آخری نصیحت و وصیت

وفات سے قبل اپنے بیٹے عبدالحی کو ان الفاظ میں نصیحت فرمائی:۔

'' تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی کتاب کو پڑھنا، پڑھانا اور عمل کرنا۔ مَیں نے بہت کچھ دیکھا پر قرآن جیسی چیز نہ دیکھی۔ بے شک یہ خدا تعالیٰ کی کتاب ہے۔''

اپنی وفات سے چند روز قبل جماعت کے نام جو وصیت تحریر فرمائی اُس وصیّت کے آخری الفاظ یہ مرقوم فرمائے:۔

''قرآن وحدیث کا درس جاری رہے۔''

(حیاتِ نور)

آقا کی نگاہ میں

آپ کی قرآن کریم سے دل لگی، قرآن دانی، قرآن فہمی اور تفسیر بیانی کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی نگاہ میں خاص مقام حاصل تھا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:۔

''جس طرح ان کے دل میں قرآن کریم کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے ایسی محبت مَیں کسی اور کے دل میں نہیں دیکھتا۔ آپ قرآن کے عاشق ہیں اور آپ کے چہرہ پر آیاتِ مبین کی محبت ٹپکتی ہے۔ آپ کے دل میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نور ڈالے جاتے ہیں پس آپ ان نوروں کے ساتھ قرآن شریف کے وہ دقائق دکھاتے ہیں جو نہایت بعیدہ پوشیدہ ہوتے ہیں۔ آپ کی اکثر خوبیوں پر مجھے رشک آتا ہے۔۔۔آپ کی فطرت کے لئے خدا تعالیٰ کے کلام سے پوری پوری مناسبت ہے۔ خدا تعالیٰ کے کلام میں بے شمار خزانے ہیں جو اس بزرگ جوان کے لئے رکھے گئے ہیں۔۔۔ جب کبھی آپ کتاب اللہ کی تاویل وتفسیر کی طرف توجہ کرتے ہیں تو اسرار کے قلعے کھول دیتے، لطائف کے چشمے بہادیتے، عجیب وغریب پوشیدہ معارف ظاہر کرتے، دقائق کے ذرّات کی تدقیق کرتے اور حقائق کی انتہا تک پہنچ کر کُھلا کُھلا نور لاتے ہیں۔''

(آئینہ کمالاتِ اسلام)

حقیقت یہ ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بعد حضرت مولوی نورالدین صاحب ہی اس شعر کے مصداق ہیں کہ۔

دِل میں یہی ہے ہر دَم تیرا صحیفہ چُوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ میرا یہی ہے

حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے ساتھ عاشقانہ و فدائیانہ تعلق

حضرت مولوی صاحب کی سیرتِ طیّبہ کا ایک خصوصی اور امتیازی پہلو یہ ہے کہ آپ حضرت مسیح زماں کی عقیدت، محبت، فدائیت اور اطاعت میں عدیم المثال مقام کے حامل تھے۔ حضرت مسیح موعود کے ایک اشارہ پر اپنا وطن بھیرہ اور اپنا کاروبار اور اپنی تمام املاک اور جائیداد چھوڑ چھاڑ کر قادیان میں درِمحبوب پر دھونی رما کر بیٹھ گئے اور پھر ہمیشہ ہمیش کے لئے قادیان ہی کے ہو رہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص ہزار روپیہ روزانہ بھی مجھے دے تو پھر بھی مَیں حضرت صاحب کی صحبت چھوڑ کر قادیان سے باہر جانے کے لئے تیار نہیں۔ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ قبل از بیعت آپ کشمیر میں مہاراجہ کے ہاں شاہی طبیب تھے۔ جب مہاراجہ نے آپ کو فارغ کر دیا تو آپ قادیان میں مستقل طور مقیم ہوگئے تھے۔ کچھ ہی عرصہ بعد مہاراجہ کو احساس ہوا کہ انہوں نے آپ کو نوکری سے ہٹا کر غلطی کی ہے تو مہاراجہ نے آپ کو دوبارہ لانے کے لئے بڑی کوشش کی لیکن آپ کا یہی جواب ہوتا تھا کہ

''اب مَیں ایسی جگہ پہنچ چکا ہوں کہ اگر مجھے ساری دُنیا کی حکومت بھی مل جائے تو بھی مَیں اس جگہ کو نہیں چھوڑ سکتا۔''

(حیاتِ نور)

اطاعتِ امام

اطاعت کا یہ عالم تھا کہ آقا کے ہر حکم، ہر ہدایت بلکہ ہر اشارہ پر لبیک کہنا اور عمل کرنا جزوِ ایمان یقین کرتے تھے۔ بہت سی روایات اور واقعات سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ جس جگہ بھی اور جس وقت بھی اور جس حالت میں بھی آپ کو حضرت مسیح موعود کا کوئی پیغام ملا ہے تو آپ سب کچھ چھوڑ کر بغیر ایک لحہ کے توقف کے تعمیلِ ارشاد کے لئے اُٹھ کھڑے ہوتے۔ جُوتا بھی چلتے چلتے پہنتے اور پگڑی بھی چلتے چلتے باندھتے یہاں تک کہ اگر خطبہ کے دوران میں پیغام ملا ہے تو خطبہ چھوڑ کر حاضرِ خدمت ہوگئے۔ آپ کی ایسی ہی بے مثل و بے نظیر اطاعت کا ذکر کرتے ہوئے حضرت

مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:۔

''میرے ہر ایک امر میں میری اس طرح پیروی کرتے ہیں جیسے نبض کی حرکت تنفس کی حرکت کی پیروی کرتی ہے۔''

اسی طرح ایک موقعہ پر فرماتے ہیں:۔

''اگر مَیں نورالدین کو حکم دوں کہ تُو پانی میں کود جا تو کود جانے کو تیار ہے اور اگر مَیں اس کو کہوں کہ آگ میں داخل ہو جا تو وہ میرے حکم سے آگ میں جانے کے لئے تیار ہے۔''

(رفقاءِ احمد جلد دوم)

جو پایا آقا سے پایا

حضرت مولوی صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے جو کچھ پایا ہے اور جو کچھ سیکھا ہے اپنے پیارے مطاع و امام سے سیکھا اور پایا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ''لوگ اکسیر اور سنگِ پارس تلاش کرتے پھرتے تھے میرے لئے تو حضرت مرزا صاحب پارس تھے مَیں نے ان کو چھوا تو بادشاہ بن گیا۔''

ایک شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ آپ تو خود اِس قابل ہیں کہ دوسروں کی بیعت لیتے آپ نے خود مرزا صاحب کی بیعت کرلی؟ آپ نے جواباً فرمایا:۔

''ایک گناہ تھا جو مُجھ سے چُھوٹتا نہیں تھا مرزا صاحب کی بیعت کی ہے تو وہ گناہ چُھوٹا ہے۔''

اسی قسم کا سوال ایک اَور موقعہ پر کسی نے کیا کہ آپ تو خود پہنچے ہوئے باکمال بزرگ ہیں آپ نے مرزا صاحب کی بیعت کیوں کی؟ تو آپ نے فرمایا:۔

''اِس سے پہلے مجھے خوابوں میں آنحضرت ﷺ کی ملاقات و زیارت ہوتی تھی اور اب بیداری میں آنحضور ﷺ کی زیارت و ملاقات ہوتی ہے۔''

(حیاتِ نور)

محبوب ترین رفیق

آپ کی اطاعت اور کامل اتباع کا ثبوت اِس امر سے ملتا ہے کہ آپ حضرت اقدس بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے محبوب ترین رفیق تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ حضرت اقدسؑ کے گھر عورتوں میں بحث چل رہی تھی کہ حضرت اقدسؑ کو اپنے مریدوں میں سے سب سے زیادہ پیارا اور محبوب کون ہے؟ حضرت اماں جان نے فرمایا کہ میرے خیال میں تو حضرت صاحب کو سب سے زیادہ پیارے مولوی نورالدین ہیں اور فرمانے لگیں مَیں اس بات کا تمہارے سامنے ابھی امتحان کرائے دیتی ہوں۔ آپ حضور کے کمرہ میں تشریف لے گئیں اور حضور کو مخاطب کرتے ہوئے فرمانے لگیں ''آپ کے جو سب سے زیادہ پیارے مرید ہیں وہ'' اتنا فقرہ بولا تھا کہ فوراً حضرت اقدسؑ نے فرمایا ''مولوی نورالدین کو کیا ہؤا ہے جلدی بتاؤ'' حضرت اماں جان نے مُسکراتے ہوئے فرمایا ''وہ تو ٹھیک ہیں میں تو آپ کے مُنہ سے یہ بات کہلوانا چاہتی تھی کہ آپ کے سب سے زیادہ پیارے مرید کون ہیں۔''

۱۹۰۶ء یا ۱۹۰۷ء کا واقعہ ہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب شدید طور پر بیمار ہوگئے حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے بڑی مایوسی کے رنگ میں انتہائی تشویش کا اظہار کردیا۔ حضرت اقدسؑ مغموم و متفکر حالت میں گھر لوٹے اور فرشِ زمین پر ہی بیٹھ گئے۔ حضرت اماں جان سمجھ گئیں کہ آپ حضرت مولوی صاحب کی وجہ سے پریشان ہیں۔ آپ قریب آئیں اور دلاسہ کے رنگ میں ذکر فرمانے لگیں کہ مولوی برہان الدین صاحب وفات پاگئے اور پھر مولوی عبدالکریم صاحب وفات پاگئے۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو صحت دے دے۔'' یہ سُنکر حضرت اقدسؑ نے بے ساختہ درد بھرے لہجہ میں فرمایا:۔

'' یہ شخص ہزار عبدالکریم کے برابر ہے۔''

(حیاتِ نور)

قدرتِ ثانیہ کا مظہرِ اول، احمدیت کا بطلِ جلیل کمالاتِ روحانیہ کا جامع، صفاتِ نورانیہ کا حامل علومِ دینیہ کا خزانہ، معارفِ قرآنیہ کا چشمۂ رواں شمعِ مہدویت کا پروانہ، جماعت کی رُوحِ رواں صدیقی جمال کا مظہر، فاروقی جلال کا آئینہ

سیّدنا حضرت مولوی نورالدین صاحب آسمانِ احمدیت کا روشن ستارہ ہیں جو رہتی دنیا تک جگمگاتا رہے گا اور متلاشیانِ حق کو صراطِ مستقیم کی طرف راہنمائی کرتا رہے گا اور قیامت تک ہر احمدی کو مسیحِ زماں کی یہ پکار دعوت الی الخیر دیتی رہے گی کہ۔

چہ خوش بودے اگر ہر یک زاُمّت نورِ دیں بُودے
ہمیں بُودے اگر ہر دل پُر از نورِ یقیں بُودے

خدا تعالیٰ اس جماعت کو ہرگز ضائع نہیں کرے گا:

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

''خدا نے جس کام پر مجھے مقرر کیا ہے۔ میں بڑے زور سے خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب میں اس کُرتے کو ہرگز نہیں اتار سکتا۔ اگر سارا جہان اور تم بھی میرے مخالف ہو جاؤ تو میں تمہاری بالکل پرواہ نہیں کرتا اور نہ کروں گا۔۔۔تم معاہدہ کا حق پورا کرو۔ پھر دیکھو کہ کس قدر ترقی کرتے ہو اور کیسے کامیاب ہوتے ہو۔۔۔''

(خطباتِ نور ص ۴۱۹)

مقامِ خلافت

جمیل الرحمٰن (ہالینڈ)

یہ وعدہ ہے خدائے ذوالمنن کا عطا ہوگی خلافت مومنوں کو
بہت خوشحال وخوش قسمت وہ ہونگے سمیٹیں گے جو اس کی برکتوں کو
متاعِ مسافرِ بقا کے سفر میں یہی زاد ایماں خدا کی نظر میں
ترقی، تجلّی سبھی اس کے دم سے
خلافت تو انعام ہے، ارمغاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے؟
یہی نور ہے رہنما ظلمتوں میں یہی گوشہء عافیت آندھیوں میں
نگہ دار ہے جادہ کارواں کی
کڑی دھوپ میں سایہء مہرباں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟
کوی کی انوکھی کویتا سنا کر یہ رہتی ہے خوابیدہ فطرت جگا کر
غم اتقا اس کے ہاتھوں کی مہندی
نگار تصور ، عروس بیاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟
ہر اک سمت سے جانب حق بلائے اگر چھو لے پتھر کو، پارس بنائے
نشیب و فراز زمانہ سے واقف
یہ چشم فراست، کلید اماں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟
یہ درپن ہے مولیٰ کے فضل ورضا کا یہ عکس نبوت، مقام اصفیا کا
یہی کرتی ہے نقش توحید صیقل
عجب مول جس کا وہ جنسِ گراں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟
دلوں کو مدن ہار میں ہے پروتی یہی تو ہے یوگیشور کی منوتی
فسانے بہت زندگی کے ہیں لیکن
سرا میں یہی حاصلِ داستاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟
عطا معرفت کے اسے ہوں خزانے دعائیں لٹاتے ہیں اس کے زمانے
فرشتے نہ کیوں ناز اس کے اٹھائیں؟
کہ یہ یار میں، یار اس میں نہاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟
یہ مظہر وفاکیش قدوسیوں کی یہ کاسر ہے دجالیت کے فسوں کی
زمیں کو بدلتی ہے یہ آسماں میں
خدائی ارادوں کی اک کہکشاں ہے سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟
اسے تھام رکھیں تو اللہ کی رسّی اسے چھوڑ دیں تو فقط تیرہ بختی
یہی سرّ قوت ہے عزم وعمل کا
اگر یہ نہیں تو زیاں ہی زیاں ہے خلافت تو انعام ہے، ارمغاں ہے
سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟ سبھی کو یہ نعمت میسّر کہاں ہے ؟

مشکل الفاظ کے معانی:۔ارمغاں:تحفہ۔ درپن: آئینہ۔ صیقل:چمکانا۔
مدن: محبت منوتی:ضمانت سرا: سرائے کاسر:توڑنے والی

الفضل انٹرنیشنل ۲۱مئی تا ۲۷مئی ۲۰۰۴ء

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے ۲۴ جنوری ۱۹۶۰ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام احمدیوں سے جو تاریخی عہد لیا

’’ہم نظامِ خلافت کی حفاظت اور اس کے استحکام کے لئے آخر دم تک جدوجہد کرتے رہیں گے اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے رہیں گے تا کہ قیامت تک خلافتِ احمدیہ محفوظ چلی جائے سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ(اسلام) کی اشاعت ہوتی رہے اور حضرت محمد ﷺ کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔‘‘

(الفضل ۱۶فروری ۱۹۶۰ء)

وَ الْیَتَلَطَّفْ

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۭ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا O

(سورۃ کہف آیت ۲۰)

لَبِثْتُمْ : اس حالت میں حالتِ سُستی میں کتنی مدت تم رہے۔

یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ :ہزار۔نوسوسال۔ اوسط ساڑھے نوسوسال۔ اتنے ہی عرصہ کے بعد یہ قوم باہر نکلی اور انہوں نے کمپنیاں بنائیں اور تجارتیں شروع کیں اور غیر ملکوں کی طرف گئے۔

قرآن کریم میں یوم ہزار سال کا نام بھی آیا ہے۔ اور تاریخ شہادت دیتی ہے۔

فَابْعَثُوْا : ایک مجمع بناؤ۔کمپنی قائم کرو۔روپیہ روانہ کرواور ایک کوافسر بناؤ۔

طَعَامًا : ہمارے ملک میں غلّہ کی کمی ہے۔یہاں سے روپے لے جاؤ اور وہاں سے غلّہ لے آؤ۔

لَیَتَلَطَّفْ :نرمی سے کام لو۔

لَا یُشْعِرَنَّ:اپنا بھید کسی کو نہ دو۔ اور دوسرے کا بھید لو۔ مدارات سے کام کرو اور دوسروں کے حالات سے مفصّل اطلاع حاصل کرتے رہو۔

(ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۰ر مارچ ۱۹۱۰ء)

حل لغات۔ بِوَرِقِکُمْ اَلْوَرِقُ: اَلدَّرَاهِمُ الْمَضْرُوْبَةُ۔سرکاری مہر والے سکّے (اقرب)

اَزْکٰی وَزَکَاةُ (یَزْکیٰ زَکًا) اَلْفَ دِرْهَمٍ۔ نَقَدَهٗ، اِیَّاهُ اَوْ عَجَّلَ لَهٗ نَقْدَهَا ۔ اس کو ہزار درہم نقد دئے یا جلدی ہی ادا کردئے زَکَا فُلَانًا حَقَّهٗ۔ قَضَاهُ اِیَّاهُ ۔اس کے حق کوادا کردیا(اقرب) زَکَا الشَّیْئُ (یَزْکُوْ) نَمَا کوئی چیز بڑھ گئی وَ زَکَا الرَّجُلُ صَلُحَ وَتَنَعَّمَ وَکَانَ فِی خَصَبٍ۔ کسی شخص کی حالت درست ہوگئی۔ اور وہ آسودہ حال ہوگیا اور خوب عیش سے رہنے لگا (اقرب) اَلزَّکَاةُ کے معنے اَلطَّهَارَةُ۔پاکیزگی۔ وَالنَّمَاءُ وَالْبَرَکَةُ۔ ہر چیز کا بڑھنا اور اس میں برکت کا ہونا۔(تاج)

اَلطَّعَامُ : اِسْمٌ لِمَا یُؤْکَلُ۔ خوراک۔کھانا۔ وَقَدْ غَلَبَ الطَّعَامُ عَلَی الْبُرِّ اور زیادہ گندم پر طعام کا لفظ بولا جاتا ہے وَرُبَّمَا اُطْلِقَ عَلَی الْحُبُوْبِ کُلِّهَا۔اور بسا اوقات تمام قسم کے دانوں کے لئے استعمال ہوتا ہے (اقرب)

الرزق: مَا یُنْتَفَعُ بِهٖ۔ ہر وہ چیز جس سے نفع اٹھایا جائے۔مَا یُخْرَجُ لِلْجُنْدِی رَأْسَ کُلِّ شَهْرٍ۔ ہر ماہ کے اخیر پر جو تنخواہ سپاہی کو دی جائے (اقرب)

وَلْیَتَلَطَّفْ : تَلَطَّفْ (بابِ تفعّل) سے امر کا صیغہ ہے اور تَلَطَّفَ الامرَ و فی الاَمْرِ کے معنے ہیں ترفق فیه۔ اس نے کسی معاملے میں نرمی کی تخشع۔عاجزی کی، تلطّف بفلانٍ: احتالَ له' حتّی اطّلع علی اسراره ۔اس نے حیلوں کے ذریعہ سے اس کے بھیدوں پر اطلاع پائی (اقرب) وَلَا یُشْعِرَنَّ بِکُمْ : یشعرن شَعَرَ کے باب افعال کا صیغہ مضارع واحد مذکر غائب ہے۔ شَعَرَ کے لئے دیکھو سورۂ یوسف صفحہ ۱۰۴۔

تفسیر: اس جگہ بھی اُن اصحابِ کہف کا ذکر نہیں جو ابتداء میں غاروں میں چھپتے تھے۔بلکہ تُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْیَمِیْنِ وَ ذَاتَ الشِّمَالِ کے وقت کا حال بتایا ہے اور بَعَثْنٰهُمْ سے مراد آئندہ زمانہ میں شمالی اقوام کی ترقی کا جو مسیحی ہو چکی ہوں گی ذکر کیا گیا ہے۔ ماضی کے صیغہ سے آئندہ کی خبر دینا قرآن کریم کا عام محاورہ ہے اور جیسا کہ متعدد بار پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔ ماضی کے صیغہ سے آئندہ کی خبر دینے سے اس کے یقیناً واقع ہو جانے کی طرف اشارہ ہوتا ہے جیسا کہ اَتٰی اَمْرُ اللّٰهِ فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (نحل رکوع ۱) وغیرہ بہت سی آیات میں اسی طریقِ کلام کو یہاں اختیار کیا گیا ہے۔ غرض اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم ایک دن ان قوموں کو جو اس وقت سو رہی ہیں بیدار کریں گے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ آپس میں یہ سوال کریں گی کہ تم کس قدر عرصہ تک سوتے رہے ہو یعنی اب بیدار ہونا چاہیئے چنانچہ صلیبی جنگوں کے وقت ان اقوام میں بیداری پیدا ہوئی اور انہوں نے اسلام کے خلاف

جتھہ بازی کی اور اسلامی ممالک پر حملہ شروع کیا۔ یہ جو فرمایا ہے کہ لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْبَعْضَ يَوْمٍ۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اُن کو شک تھا کہ ہم دن یا دن کا کوئی حصہ سوتے رہے ہیں بلکہ اس کے معنے عربی محاورہ میں غیر معین اور لمبی مدت کے بھی ہوتے ہیں۔ چنانچہ قیامت کے دن کفار کے سوال و جواب میں بھی یہ الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ فرماتا ہے قیامت کے دن ہم کفار سے پوچھیں گے۔ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ بتاؤ کہ تم دنیا میں کس قدر عرصہ رہے۔ اس کے جواب میں کفار کہیں گے لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْئَلِ الْعَآدِّيْنَ۔ ہم دن یا دن کا کچھ حصہ رہے۔ پس آپ اُن سے پوچھئے جو گننے پر مقرر ہیں (مؤمنون رکوع ٦) ان آیات میں سوال کی عبارت سے بھی اور جواب سے بھی ظاہر ہے کہ ان کی مراد یہ ہے کہ ایک غیر معین عرصہ تک ہم رہے۔ یہی معنے اس جگہ ہیں کہ ایک غیر معین عرصہ تک ہم سوئے رہے۔ ایک اور جگہ قرآن کریم میں اس عرصہ کو ایک ہزار سال بتایا گیا ہے۔ سورۃ طٰہٰ میں فرماتا ہے

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّوْرِ وَ نَحْشُرُ الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ زُرْقًا ۝ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ۝

(طٰہٰ رکوع ٥)

یعنی جب صور پھونکا جائے گا اور ہم مجرموں کو ہوشیار کر کے کھڑا کر دیں گے جو نیلی آنکھ والے رومی قوم کے ہوں گے وہ آپس میں آہستہ آہستہ باتیں کریں گے اور کہیں گے کہ تم دس تک سوتے رہے۔ دس سے مراد دس صدیاں ہیں یعنی ہزار سال تک سوتے رہے۔

زُرْقً کا لفظ جو آیت میں آیا ہے اس کے معنے نیلی آنکھوں والوں کے ہیں۔ یوروپین لوگوں کی آنکھیں بوجہ رنگ کی سفیدی کے نیلی ہوتی ہیں اور عرب لوگ رومیوں کو ازرق کہتے تھے یعنی نیلی آنکھوں والے۔ چنانچہ لغت میں لکھا ہے ازرق کے معنے دشمن کے بھی ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ رُوم اور دیلم کی آنکھیں نیلی ہوتی ہیں اور عرب لوگ ان کو اپنا بڑا دشمن سمجھتے تھے اس لئے آہستہ آہستہ اس لفظ کے معنے عربوں میں دشمن کے ہو گئے (اقرب)

خلاصہ یہ کہ اس آیت کا یہ مفہوم نہیں کہ انہیں شبہ تھا کہ وہ شاید تھوڑی دیر تک اس غفلت کی حالت میں رہے ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ایک لمبا غیر معین عرصہ اس حالت میں رہے ہیں۔ سورۃ طٰہٰ میں اس عرصہ کی مقدار ایک ہزار سال بتائی ہے۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ سے ایک ہزار سال کا عرصہ شمار کیا جائے تو حساب یوں بنتا ہے۔ رسول کریم صلعم کی پیدائش مطابق شمار سر ولیم میور ٥٧٠ء میں ہوئی۔ (لائف آف محمدؐ) دعویٰ نبوت چالیس سال بعد ہوا۔ پس دعویٰ کی تاریخ ہوئی ٦١١ء۔ اس میں ہزار سال جمع کئے جائیں تو ١٦١١ء یا ١٦١٢ء بنتے ہیں۔ اور یہی وہ تاریخیں ہیں جن میں ہندوستان میں انگریزوں کے قدم جمے۔ ١٦١١ء میں مغلیہ حکومت نے خلیج بنگال میں کام کرنے کی انگریزوں کو اجازت دی اور ١٦١٢ء میں سورت میں پہلا کارخانہ کھولنے کی اجازت دی۔

(مارچ آف مین MARCH OF MAN مطبوعہ انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا سوسائٹی)

دنیا جانتی ہے کہ یورپ کی ترقی اور اس کے دنیا میں پھیلنے کی یہ پہلی بنیاد تھی۔ یورپ نے انگریزوں کے نقش قدم پر اور ان کے سہارے پر ترقی کی ہے۔ اور انگریزوں کی ترقی کا راز ہندوستان میں ان کا وارد ہونا ہے۔ ہندوستان ہی میں قدم جمنے پر انہوں نے دوسرے ایشیائی ممالک پر اور افریقہ پر قبضہ کیا۔ اور ان کے اس طرح اقتدار حاصل کرنے پر دوسری یوروپین اقوام نے دنیا میں ترقی کی۔

شاید کوئی کہے کہ ذکر تو رومیوں کا تھا انگریزوں کا ان امور سے کیا تعلق؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یورپ کا موجودہ تمدن رومی اثر کا ہی نتیجہ ہے اور سب یورپ روم کا شاگرد ہے اور اسی کی تہذیب کی یادگار۔ اور یورپ میں عیسائیت بھی روم کے ہی ذریعہ سے قائم ہوئی ہے اس لئے شاخوں کا کام جڑ ہی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

ازکی۔ ازکیٰ کے معنے اَصلح کے ہوتے ہیں یعنی مناسب حال۔ اور اس کے معنے اعلیٰ درجہ کے بھی ہیں یورپ کی قوموں کے پھیلنے کی بڑی وجہ یہی ہوئی ہے کہ ان کے ملکوں میں غلّہ کافی نہیں ہوتا اور وہ غلّے اور مصالح ایشیا سے لے جاتے تھے۔ پہلے عربوں کی معرفت وہ چیزیں خریدتے تھے لیکن جب ہندوستان کا راستہ دریافت ہو گیا تو انہوں نے براہِ راست ان اشیاء کی تجارت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور آہستہ آہستہ دوسری چیزوں کی تجارت بھی ان کے ہاتھ میں آ گئی۔

طعام کے معنے اس جگہ پکے ہوئے کھانے کے نہیں۔ عربی زبان میں طعام ہر کھانے کی چیز کو کہتے ہیں۔ خصوصاً گندم کو۔ اور جب تک امریکہ نے گندم کی پیداوار میں کوشش نہیں کی جو بالکل قریب زمانہ کی بات ہے دو سو سال تک یورپ کو ہندوستان ہی گندم مہیا کرتا رہا ہے۔ گویا انہوں نے اس غلّہ خریدنے والے کو ہدایت کی کہ چونکہ ہم نے اس غلہ کو ذخیرہ کرنا ہے اور دیر تک جمع رکھنا ہے اس لئے مناسب طعام دیکھ

کرلانا۔

یہ جوفرمایا ہے وَلْيَتَلَطَّفْ یہ مغربی قوموں کا خاصہ ہے۔ ان کے باہر جانے والے افسروں کو خاص ہدایت ہوتی ہے کہ وہ بہت میٹھے طور پر باتیں کریں اور تاجر بھی ایسے میٹھے رہتے ہیں کہ لوگوں میں جوش پیدانہیں ہوتا۔

وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا اس آیت میں گو اَحَـــدًا کالفظ آیا ہےاورضمائر بھی مفرد کے استعمال ہوئے ہیں۔لیکن میرے نزدیک یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی آدمی کا بھجوایا جانا یہاں مراد ہو۔ قرآن کریم میں حضرت آدم کے قصے میں ابلیس کا ذکر آتا ہے اور سب باتیں اسی کو مخاطب کر کے کہی گئی ہیں لیکن دوسرے مقامات پر اس کے ساتھ اور جماعت بھی تسلیم کی گئی ہے جیسا کہ فرماتا ہے۔ بعضکم لبعض عدو۔تم میں سے بعض بعض کے دشمن ہونگے اسی طرح بعض دوسرے مقامات پر ابلیس کی ذریت کا بھی ذکر کیا ہے۔پس گو لفظ اَحَدُکُم کا استعمال ہوا ہے مگر مراد یہ ہے کہ اپنے میں سے بعض کو سودا خریدنے کے لئے بھجواؤ اور مفرد کا لفظ میرے نزدیک اس نظام پر دلالت کرنیکے لئے رکھا گیا ہے کہ ایک نظام کے ماتحت جائیں اور ذمہ دار اور جواب دہ ایک ہی شخص ہو۔کسی کو تمہارا علم نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ اپنے وجود کو محسوس نہ ہونے دینا اور یہ ظاہر نہ ہونے دینا کہ تمہاری قوم کی نیت ان ممالک میں نفوذ پیدا کرنے کی ہے بلکہ ایسی طرح معاملہ کرنا کہ تمہاری آمد کی اغراض کو لوگ تاڑ نہ جائیں اور تمہارے اصلی منشاء کو نہ پہچانیں۔

اور اسمیں مشورہ دینے والوں کے لئے اور جنھیں مشورہ دیا گیا ہے ان کے لئے جو جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اس سے میرے نزدیک اس طرف اشارہ ہے کہ یہ وفد بھیجنے والی ایک کمپنی ہوگی۔ کوئی بادشاہ یہ کام نہ کرے گا۔ چنانچہ انگریزی وفد جو ہندوستان آیا یا فرانسیسی وفود جو آئے یہ سب کمپنیوں کی طرف سے تھے۔ان کا آقا کوئی ایک فرد نہ تھا بلکہ کمپنیاں تھیں۔

پس مبلغ جائے اور ان پاکیزہ نفوس کی تلاش کرے جو سعید الفطرت ہوں انہیں پیغامِ حق پہنچا کر حلقہ بگوشِ اسلام بنائے۔ فَلْيَأْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ میں اسطرف اشارہ ہے۔ مذہبی جماعت کا رزق نفوس طیبہ اور اخلاق فاضلہ رکھنے والی شخصیتوں کے سوا اور کیا ہوتا ہے۔ ان مسیحی پرندوں کو جن سے روحانی فضا میں پرواز کرنے کی قوتیں مفقود ہو چکی تھیں انہیں مرکز کے ساتھ وابستہ کر کے اُن کی مکمل تربیت کی جائے اور پھر انہیں طیور ابراہیمی کے زمرۂ اعلیٰ میں شامل کر کے ان سے اسلامی خدمات کا کام لیا جائے۔

(لطیف نکتہ) حضرت موسیٰ ؑ کے کشف میں یہ ذکر ہے کہ موسیٰ اور خضر نے جب بستی والوں سے کھانا مانگا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ مگر اصحاب کہف ان سے اپنا رزق مہیا کر ہی لیں گے اس میں اشارہ ہے کہ حضرت موسیٰ ؑ کے دَور میں ان اقوام نے اسلام قبول کرنا نہیں تھا مگر مسیح محمدیؑ کے عہد میں اصحاب کہف ان سے اپنا حصہ ضرور وصول کر لیں گے۔

اس کے علاوہ مبلغ کے لئے یہ بھی ہدایات ہیں کہ "وَلْيَتَلَطَّفْ" یعنی طریق تبلیغ بڑے نرم اور لطیف پیرایہ میں ہو۔ گفتگو میں کسی قسم کی تلخی نہ آنے پائے۔دشمن اشتعال دلانے کی کوشش کرے گا مگر تم تحمل و بردباری کا اعلیٰ نمونہ دکھا کر اس فتنہ کو فرو کرنا۔

☆☆☆

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے نظامِ خلافت سے متعلق ولولہ انگیز ارشادات

خلافت کی نعمت کا تسلسل:

دنیا میں سوائے جماعت احمدیہ کے کسی کو یہ پتہ ہی نہیں، علم ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری کے کیا طریق ہیں۔اور پھر اپنے وعدوں کے مطابق خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کو کس طرح بڑھاتا ہے اور بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ جماعت نے اللہ تعالیٰ کے حضور گڑگڑا کر دعائیں کیں۔اس کا فضل مانگا، اس کا رحم مانگا۔اس کے حضور جھکے، اپنے اندر خلافت کی نعمت کو قائم رکھنے کے لئے بے انتہا تڑپے۔نتیجۃً وہ خدا جو اپنے بندے سے بے انتہا پیار کرنے والا خدا ہے، جو بندے کے ایک قدم آگے بڑھانے سے کئی قدم اس کی طرف بڑھتا ہے۔اس خدا نے جو سچے وعدوں والا خدا ہے اپنے بندوں کی خوف کی حالت کو امن میں بدلا۔۔۔۔اس نے ہم پر رحم فرمایا اور احمدیت کے قافلہ کو پھر سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں کر دیا۔اس پر ہر احمدی نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور شکر کے جذبات سے لبریز ہو کر اپنے سر اللہ تعالیٰ کے حضور جھکا دئے۔ اپنی وفاؤں کو انتہا تک پہنچایا اور خلافت کے قیام کے لئے اپنے وعدوں کو پورا کیا۔

(روزنامہ الفضل ۲ دسمبر ۲۰۰۳ء)

خلیفہ وقت کے احکامات کی پیروی:

جب تم بیعت میں شامل ہو گئے ہو اور حضرت مسیح موعود کی جماعت کے نظام میں شامل ہو گئے ہو تو پھر تم نے اپنا سب کچھ حضرت مسیح موعود کو دے دیا اور اب تمہیں صرف ان کے احکامات کی پیروی کرنی ہے، ان کی تعلیم کی پیروی کرنی ہے۔اور آپ کے بعد چونکہ نظامِ خلافت قائم ہے اس لئے خلیفہ وقت کے احکامات کی، ہدایات کی پیروی کرنا تمہارا کام ہے۔

(روزنامہ الفضل ۲۰ جنوری ۲۰۰۴ء)

خلافت

مکرم آفتاب احمد بسمل صاحب

اللہ کی اک نعمتِ عظمیٰ ہے خلافت — مومن کے لئے عروۂ وثقیٰ ہے خلافت
گرتی ہوئی ملت کا سہارا ہے خلافت — حق یہ ہے نبوت کا تتمہ ہے خلافت
ہے نخلِ نبوت تو ثمر اس کا خلافت
گر شمس نبوت ہے قمر اس کا خلافت

اللہ کی نصرت ہے خلافت کی بدولت — تبلیغ میں وسعت ہے خلافت کی بدولت
اسلام کی شوکت ہے خلافت کی بدولت — ملت میں جو وحدت ہے خلافت کی بدولت
اسلام ہے گر جسم تو جان اس کی خلافت
یہ لعل و جواہر ہے تو کان اس کی خلافت

مومن ہیں جو قرآن میں وعدہ ہے یہ ان سے — ایمان کے ساتھ اس کے گر اعمال ہیں اچھے
اللہ نوازے گا انہیں فضل سے اپنے — اور دے گا خلافت انہیں خاص اپنے کرم سے
خوف ان کا مبدل بہ اماں ہو کے رہے گا
زیر ان کے لئے سارا جہاں ہو کے رہے گا

جب تک رہی اسلام میں موجود خلافت — دنیا میں مسلمان تھے با عزت و عظمت
جس وقت چھنی ان سے یہ اللہ کی نعمت — عزت رہی باقی نہ کوئی شان نہ شوکت
حاکم تھے مگر ہوگئے محکوم جہاں میں
مغلوب ہوئے ہوگئے مظلوم جہاں میں

اسلام کی تاریخ سے ملتی ہے شہادت — تکمیل کو جب پہنچ گیا عہد رسالت
اللہ نے بر پا کیا پھر دورِ خلافت — بو بکرؓ کے شانوں پہ پڑا بارِ قیادت
یک جہتیٔ ملت ہوئی صدیقؓ کے دم سے
اسلام کو شوکت ملی صدیقؓ کے دم سے

بو بکرؓ کا جب دورِ خلافت ہوا آخر — اللہ نے فاروقؓ کو پھر کر دیا ظاہر
ہر چار طرف غلبہ اسلام کی خاطر — وہ دین کا خود آپ بنا حافظ و ناصر
تاریخی فتوحات ہوئیں عہدِ عمرؓ میں
کیا شرق میں کیا غرب میں کیا بحر میں بر میں

بعد اس کے خلافت ہوئی عثمان غنیؓ کی — اس دور میں دیں کو ملی بھر پور ترقی
جب فتح مبیں دین کی اللہ نے بخشی — پیدا ہوئے ملت میں منافق بھی عدو بھی
ابلیس بھی اپنی کمیں گاہ سے نکلا
اور مفسدوں کو قتل پہ عثماںؓ کے ابھارا

یہ شومئ قسمت تھی کہ نیرنگئ قدرت — عثمانؓ کو پینا ہی پڑا جامِ شہادت
یہ سانحہ در اصل تھا اس شئے کی علامت — چھننے کو ہے مسلم سے اب انعامِ خلافت
شیرازۂ اسلام بکھرنے ہی لگا تھا
دانائیِ حیدرؓ نے مگر اس کو سنبھالا

ہم کو یہ سبق دیتی ہے عثماںؓ کی شہادت — جاں دے دو مگر چھوڑو نہ دامانِ خلافت
لازم ہے بہر حال رہے دین سلامت — دنیا میں نہیں اس سے بڑی کوئی بھی نعمت
لازم ہے رہے یاد ہمیں اسوۂ عثمانؓ
پہلوں کی طرح ہم بھی نہ کھو دیں کہیں ایمان

اب چوتھے خلیفہ بنے ابنِ ابی طالب — ایسے میں چناؤ تھا یہی سب سے مناسب
خطرہ تھا نہ ہو جائیں منافق کہیں غالب — اسلام تھا نرغے میں زِ اطراف و جوانب
لیکن بخدا تھی یہ خلافت ہی کی برکت
دشمن ہوئے ناکام ملی دین کو نصرت

کی پانچ برس حضرتِ حیدرؓ نے خلافت — جاں توڑ کے گو آپ نے کی دین کی خدمت
سازش میں تھے مصروف مگر دشمن ملت — در پردہ منافق بھی تھے سرگرم شرارت
شیطان کی یہ چال ہوئی کارگر آخر
اور قتل خلیفہ پہ عدو ہوگئے قادر

یہ صرف علیؓ ہی کی نہ تھی ایک شہادت — اس سے متاثر ہوا ہر شعبہ ملت
توقیر گئی کم ہوئی اسلام کی عظمت — اور چھن گئی مسلم سے خلافت کی بھی نعمت
رخصت جو خلافت ہوئی اب سلطنت آئی
روحانیت اب ختم ہوئی مادیت آئی

تاریخ بتاتی ہے کہ بعد اس کے مسلماں — رہنے لگے ہر وقت بہم دست و گریباں
یک جہتی ہوئی ختم ہوا نظم پریشاں — مرکز پہ اکٹھے نہ ہوئے پھر کسی عنواں
گو اب بھی کئی ملک بڑے زیر نگیں تھے
تائید خدا کے مگر آثار نہیں تھے

تیرہ سو برس تک رہی قائم یہی حالت — گھٹتی گئی اسلام کی خوشحالی و عظمت
بڑھتی گئی مسلم کی زبوں حالی و نکبت — حتیٰ کہ نہ باقی رہا احساس ضلالت
امید کی ہر اک کلی مرجھا ئی ہوئی تھی
اور یاس کی تاریک گھٹا چھائی ہوئی تھی

لیکن یہ خدائے دو جہاں کا تھا نوشتہ — اسلام میں اک بار ہو پھر زندگی پیدا
اللہ نے آخر کیا اس وعدہ کو ایفا — اور بھیج دیا دنیا میں موعود مسیحاؑ
پھر کر دی عطا فضل سے اپنے وہی نعمت
یعنی کہ خلافت علیٰ منہاجِ نبوت

موعود مسیحا نے براہین قوی سے — ادیانِ مجازی کے اڑا ڈالے پرخچے
اسلام کو غلبہ ہوا حاصل نئے سر سے — ظلمت ہوئی کافور پھر اس نور کے آگے
آخر وہ مسیحا بھی ہوا دہر سے رخصت
اور اپنی جماعت کو یہ کی اس نے وصیت

رخصت کی گھڑی گرچہ بہت سخت رہے گی — جانے سے میرے مومنوں کی جاں پہ بنے گی
تقدیر بہر حال یہ ہو کر رہے گی — پر غم نہ کرو قدرتِ ثانی بھی ملے گی
وہ قدرت ثانی کہ جو ہے دائمی نعمت
انعامِ خداوندی ہے نام اس کا خلافت

پس حسب وصیت جو صحابہ میں تھا افضل — اس قدرت ثانی کا بنا مظہرِ اول
وہ دین کا تھا نورِ رہ صدق میں اکمل — اس دور کا صدیقؓ تھا مومن تھا مکمل
گر غور کریں تھا یہی مفہومِ وصیت
یہ قدرتِ ثانی ہے حقیقت میں خلافت

اس قدرتِ ثانی کی ہے کیا اصل حقیقت   آیا ہے مراد "انجمن" اس سے کہ "خلافت"
اس مرسلِ ربانی نے خود کی ہے حفاظت   فرمایا ازل سے ہے یہ اللہ کی سُنّت
دو قدرتیں ظاہر وہ کیا کرتا ہے اپنی
تم کو بھی دکھائے گا وہ اب قدرتِ ثانی

اس قدرتِ ثانی کے مظاہر جو بنیں گے   وہ نُور سراپا ہیں سدا پھولیں پھلیں گے
وہ دین کی تبلیغ ہر اک سمت کریں گے   اور خدمتِ اسلام میں مصروف رہیں گے
ان نوروں میں اک مصلحِ موعودؓ بھی ہوگا
وہ فضلِ عمرؓ بھی ہے، وہ محمودؓ بھی ہوگا

ہے لفظ "عمر" میں تھے یہ پوشیدہ معانی   اس قدرتِ ثانی کا ہے وہ مظہرِ ثانی
جب ہوگئی اس طرح سے تعیینِ زمانی   مومن کے لئے اک یہی کافی ہے نشانی
پس حضرتِ محمودؓ کی حقانی خلافت
تائید میں ہر طرح کی رکھتی ہے شہادت

پھر مصلحِ موعودؓ کا مسعود زمانہ   سَن چودہ سے پینسٹھ تلک اس طرح سے گذرا
دُنیا میں ہوا چار طرف دین کا چرچا   اونچا ہوا ہر سمت محمدؐ کا پھریرا
قرآں کے تراجم ہوں کہ تعمیرِ مساجد
ہر لحہ رہیں پیشِ نظر دونوں مقاصد

پھر وہ پیارا ہوا اللہ کو پیارا   دل ڈوب گئے ہوگیا اک زلزلہ برپا
ہر آنکھ تھی پُرنم تھا ہر اک چہرہ بجھا سا   اللہ نے لیکن دیا پھر ہم کو سہارا
وہ آپ جماعت کا بنا حافظ و ناصر
فضل اپنے سے خود دین کا ناصر کیا ظاہر

وہ دین کا ناصر مرا آقا مرا رہبر   جو قدرتِ ثانی کا بنا تیسرا مظہر
فرمایا جسے نافلہ حق نے وہی دلبر   جو مصلحِ موعودؓ کا فرزند تھا اکبر
اللہ نے خلعت سے خلافت کے نوازا
ہر چار طرف شور ہوا صلِّ علیٰ کا

کی سترہ برس حضرتِ ناصرؒ نے خلافت   اس دور میں ہر سو ہوئی قرآں کی اشاعت
تعمیر مساجد ہوئیں دنیا میں بکثرت   ہر کام پہ اللہ کی حاصل رہی نصرت
افریقہ میں اسکول و شفا خانے بھی کھولے
امریکہ و یورپ کے بھی دل آپ نے جیتے

نوجون بیاسی کو یہ آقا ہوا رخصت   جاں لیوا تھا وہ دورۂ دل ٹوٹی قیامت
سجدوں میں دعاؤں میں تھی مصروف جماعت   کرنی تھی بہر حال خلافت کی حفاظت
فریاد سنی حق نے کرم کر دیا آخر
دستارِ خلافت ہوئی زیب سرِ طاہر

طاہر میرے آقا جو بنے چوتھے خلیفہ   اللہ نے ہے خوف کو پھر امن میں بدلا
خود اپنی جماعت کی حفاظت کو وہ آیا   شیطان کی ہر چال کو ناکام بنایا
صد شکر کہ اک ہاتھ پہ پھر سب ہوئے یکجا
اللہ کی رسی کو ہے مضبوطی سے تھاما

اکیس برس جاری رہی چوتھی خلافت   آغاز میں گو آپ کو کرنا پڑی ہجرت
شامل رہی ہر حال میں اللہ کی رحمت   ہے ایم ٹی اے اس دور کی شہکار علامت
پیغام مسیحائے زماں دینا میں پھیلا
اور لاکھوں کروڑوں میں ہوا دین کا چرچا

سن تین کے اپریل کی انیس کا دن تھا   اس روز اچانک ہوا اک سانحہ عظمیٰ
دل ایسا ہوا بند کہ رخصت ہوئے آقا   عشاقِ خلافت پہ ہوا زلزلہ برپا
یہ صدمہ کچھ ایسا تھا کہ ہر قلب تپاں تھا
آنکھوں میں ہر اک شخص کے اک سیلِ رواں تھا

اللہ کو منظور تھی یہ بات بتانی   انسان ہو کیسا بھی بہر حال ہے فانی
دنیا کو تھی یہ بات بھی البتہ دکھانی   توقیر خلافت ہے سدا اللہ نے جانی
اس بار بھی وہ وعدہ وفا کرنے کو آیا
پھر ساری جماعت ہوئی اک ہاتھ پہ یکجا

ہے اپنی جماعت سے یہ اللہ کا دستور   کرتا ہے فضا خوف کی وہ امن سے معمور
اس بار بھی ظلمات کو یوں کر دیا کافور   دستارِ خلافت ہوئی زیب سرِ مسرور
جو قدرتِ ثانی کے بنے پانچویں مظہر
غم گینوں پہ پھر تن گئی تسکین کی چادر

اللہ ہمیشہ یہ خلافت رہے قائم   احمدؑ کی جماعت میں یہ نعمت رہے قائم
ہر دور میں یہ نورِ نبوت رہے قائم   یہ فضل ترا تابہ قیامت رہے قائم
جب تک کہ خلافت کا یہ فیضان رہے گا
ہر دور میں ممتاز مسلمان رہے گا

کامل اخلاص، محبت، وفا اور عقیدت کا تعلق

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

دعائیں کرتے ہوئے آپ میری مدد کریں۔ کیونکہ ایک ذات اس عظیم الشان کام کا حق ادا نہیں کرسکتی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے سپرد فرمایا ہے دعائیں کریں اور بکثرت دعائیں کریں اور ثابت کردیں کہ ہمیشہ کی طرح آج بھی قدرتِ ثانیہ اور جماعت ایک ہی وجود ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے۔

قدرتِ ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ تو محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں ایک لڑی میں پروئے ہوئے موتی ہی خوبصورت اور محفوظ ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کرسکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں۔ اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔۔۔

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہوجائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں، ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے اللہ تعالیٰ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے۔

(روزنامہ الفضل ۳۰ مئی ۲۰۰۳ء)

خلافتِ احمدیہ کی ترقی کا راز

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع نے ایک موقعہ پر فرمایا:

خلافتِ احمدیہ کی طاقت کا راز دو باتوں میں نظر آتا ہے۔ایک خلیفہ وقت کے اپنے تقویٰ میں اور ایک جماعت احمدیہ کے مجموعی تقویٰ میں۔جماعت کا جتنا تقویٰ من حیث الجماعت بڑھے گا احمدیت میں اتنی ہی زیادہ عظمت اور قوت پیدا ہوگی۔خلیفہء وقت کا ذاتی تقویٰ جتنا ترقی کرے گا اتنی ہی اچھی قیادت اور سیادت جماعت کو نصیب ہوگی۔یہ دونوں چیزیں بیک وقت ایک ہی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ترقی کرتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۵ جون ۱۹۸۲ء)

خلیفہ خدا بناتا ہے۔اس بات کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی مرضی اپنی منشاء کو خلیفہء وقت کی زبان سے دنیا پر ظاہر کرتا ہے۔کیونکہ وہ زمین پر خدا کا نمائندہ ہے۔حضرت مصلح موعودؓ اپنے معرکۃ الآراء خطاب ''سیرِ روحانی'' میں فرماتے ہیں:

''پس میری سنو اور میری بات کے پیچھے چلو کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں وہ خدا کہہ رہا ہے۔یہ میری آواز نہیں۔میں خدا کی آواز تم کو بتا رہا ہوں۔تم میری مانو۔خدا تمہارے ساتھ ہو۔خدا تمہارے ساتھ ہو۔خدا تمہارے ساتھ ہو۔اور تم دنیا میں بھی عزت پاؤ اور آخرت میں بھی عزت پاؤ۔''

یہ کوئی معمولی کلام نہیں۔جن لوگوں نے اپنے کانوں سے اس پُر شوکت کلام کو سنا ہے وہ جانتے ہیں اس کلام کی گونج سالہا سال گزرنے کے باوجود ان کے کانوں میں،ان کے سینوں میں آج بھی سنائی دے رہی ہے۔اس کی یاد آج بھی دلوں کو گرما دیتی ہے۔پس یہ موضوع ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' ایک علمی مضمون ہی نہیں بلکہ عملی مضمون ہے۔جس کو سمجھ کر ہر مومن کو ایک نئی روح کے ساتھ خدا تعالیٰ کے مقرر کردہ خلیفہ کی ہر بات پر کان دھرنا ہوگا اور پوری تندہی سے اس پر عمل کرنا ہوگا۔

جب ہم کہتے ہیں ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' تو اس بات میں ہمارے لئے یہ بھی ایک پیغام ہے کہ ہم خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ اس نعمت کی قدر کریں اور ہمیشہ خلیفہ وقت کے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ مقاصد عالیہ میں آپ کو کامیاب فرماتا رہے اور ساتھ ہی ہم میں سے ہر ایک حضور اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے خطوط لکھے اور آپ سے ذاتی تعلق قائم کرنے کی کوشش کرے۔اس سے جو برکات جماعت کو حاصل ہوتی ہیں ان کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے۔

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

''اسی طرح انبیاء خلفاء لوگوں کے لئے سہارے ہیں۔وہ دیوار نہیں جنہوں نے الٰہی قرب کے راستوں کو روک رکھا ہے بلکہ سونٹے اور سہارے ہیں جس کی مدد سے کمزور آدمی بھی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے۔'' (الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۴۷ء)

''وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔اگر کوئی شخص امام کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا کام بھی نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا کر سکتا ہے۔''

(منصبِ خلافت صفحہ ۶۵)

آپ فرماتے ہیں:

''اللہ جب کسی کو منصبِ خلافت پر سرفراز کرتا ہے تو اُس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھا دیتا ہے۔کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے۔''

(منصبِ خلافت صفحہ ۶۵)

آپ مزید فرماتے ہیں:

''تم میرے لئے دعا کرو کہ مجھے تمہارے لئے زیادہ دعا کی توفیق ملے۔اللہ تعالیٰ ہماری ہر قسم کی سستی دور کر کے چستی پیدا کرے۔میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی۔''

(منصبِ خلافت صفحہ ۶۵)

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابعؒ اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اگر کسی احمدی کو منصب خلافت کا احترام نہیں ہے۔اُس سے سچا پیار نہیں ہے، اُس سے عشق اور وارفتگی کا تعلق نہیں ہے۔۔۔خلیفہ وقت کی دعائیں اُس کے لئے قبول نہیں کی جائیں گی۔۔۔اُس کے لئے قبول کی جائیں گی جو اخلاص کے ساتھ دعا کے لئے لکھتا ہے۔''

(روزنامہ الفضل ۲۷ جولائی ۱۹۸۲ء)

دین میں جبر نہیں

محترم ہادی علی چوہدری صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ"

(البقرہ:۲۵۷)

کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔یقیناً ہدایت گمراہی سے کھل کر نمایاں ہو چکی ہے۔

دین کی بناء دل کے ایمان واعتقاد پر استوار ہوتی ہے جس کا قیام دعوت و تبلیغ کے ذریعہ ہوتا ہے نہ کہ جبر و اکراہ یا تلوار سے۔اس کے لئے جنگ و جدل کی نہیں، ہدایت و راہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔قریشِ مکّہ جبر و تشدّد سے مسلمانوں کو ان کے دین و ایمان سے منحرف کرنا چاہتے تھے جبکہ آنحضرت ﷺ دعوت و تبلیغ کے ذریعہ ان کو ایمان کی راہ دکھانا چاہتے تھے۔

آپؐ ان کو خدا تعالیٰ کی طرف لانے کے لئے مجبور نہیں کرتے تھے بلکہ ان کے دلوں میں سچائی تلقین و ہدایت سے راسخ کرتے تھے۔ظلم اور جبر انسان کے دل کو نفرت اور حقارت سے بھر دیتا ہے، ایمان و ہدایت کے نور سے منوّر نہیں کرسکتا اور جب تک دل نورِ ایمان سے منوّر نہیں ہوتا اس سے اعمال کا ظہور اور احکامِ شریعت پر عمل ممکن نہیں ہوسکتا اور یہی یعنی شریعت پر عمل دین کا مقصود و مطلوب ہے۔اگر یہ حاصل نہ ہو تو تشدّد کے ذریعہ دین میں داخل کرنے کا مقصد ہی کوئی نہیں۔دینِ حق سچائی اور ہدایت کا نور ہے اور اس کا ضد جھوٹ اور گمراہی کا تنور۔انسانی عقل کو خدا تعالیٰ نے ایسا بنایا ہے کہ وہ ان دونوں کے درمیان تفریق کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۖ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّ مَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ ۙ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِيْنَ نَارًا"

(الکہف:۳۰)

کہ حق وہی ہے جو تمہارے ربّ کی طرف سے ہو۔پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے۔یقیناً ہم نے ظالموں کے لئے آگ تیار کی ہے۔

یعنی اس سچائی کو جبر کے ساتھ نافذ کرنے کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔اگر کوئی تلقین و دعوت سے سچائی قبول نہیں کرتا تو اس کے لئے انکار کا راستہ کھلا ہے لیکن ہے وہ آگ کا راستہ جو جھوٹ اور گمراہی کے تنور سے جہنّم کی چار دیواری میں اتار دینے والا ہے۔جو دلائلِ توحید اور دعوتِ ہدایت کو ردّ کر کے گمراہی سے بغل گیر ہونے کو ترجیح دے، اسے جبراً دین میں داخل کر کے اعمالِ شریعت کا پابند تو نہیں بنایا جاسکتا۔اسے نام نہاد مسلمان تو کہا جاسکتا ہے اس کے دل میں ایمان داخل نہیں کیا جاسکتا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ○"

(یونس:۱۰۰)

ترجمہ: کیا تو لوگوں کو مجبور کرسکتا ہے حتّٰی کہ وہ ایمان لانے والے ہو جائیں۔

اس الٰہی تبصرہ سے آنحضرت ﷺ کی درد بھری قلبی کیفیات کا علم ہوتا ہے کہ آپؐ چاہتے تھے کہ کسی طرح سب لوگ اسلام کی سچائی کو قبول کرلیں اور گمراہی کی آگ سے محفوظ ہو جائیں مگر اپنی رحیمانہ فطرت کی وجہ سے ان کو صرف دردِ دل سے دعوتِ ہدایت کرتے تھے، ان پر جبر نہیں کرسکتے تھے۔کیونکہ جبر، شرفِ انسانی کی نفی کی دلیل ہے اور آپؐ شرفِ انسانی کے قیام کے لئے مبعوث ہوئے تھے، اس کی نفی کے لئے نہیں۔بے کس و بے بس اور کمزور مسلمانوں پر قریشِ مکّہ کا جبر و تشدّد کیا تھا؟ وہ اسی ہتھیار سے دین و ایمان کا فیصلہ کرنا چاہتے تھے۔یعنی شرفِ انسانی کو پامال کرتے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے اس ظلم و سفّا کی کے خلاف جنگ کا اعلان فرمایا۔جس اصول کے خلاف خود اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے اعلانِ جنگ کیا تھا، وہ خود اس کے خلاف کیونکر کھڑے ہو سکتے تھے۔پس اسلام، دین میں جبر کے ہر تصوّر کی ہر پہلو سے اور ہر زاویہ سے نفی کرتا ہے اور اس کی دلیل بھی فراہم کرتا ہے۔یہ ایک عالمی اور آفاقی اصول ہے لیکن خاص طور پر قریشِ مکّہ کے ظلم و تشدّد کو مدّ نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ خصوصی ہدایت دی

"وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۘ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۗ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ○"

(المائدہ:۳)

اور تمہیں کسی قوم کی دشمنی اس وجہ سے کہ انہوں نے

تمہیں مسجدِ حرام سے روکا تھا اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم زیادتی کرو اور نیکی اور تقویٰ میں ایک دوسرے سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی (کے کاموں) میں تعاون نہ کرو۔ اور اللہ سے ڈرو۔ یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

"قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ؕ قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ"

(الحجرات:۱۵)

"مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ۝"

(النساء:۸۱)

"وَاِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗ ۝"

(التوبہ:۶)

کہ بادیہ نشین کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے۔ تو کہہ دے کہ تم ایمان نہیں لائے لیکن صرف اتنا کہا کرو کہ ہم مسلمان ہو چکے ہیں۔ جبکہ ابھی تک ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔ جو اس رسول کی پیروی کرے تو اس نے اللہ کی پیروی کی اور جو پھر جائے تو ہم نے تجھے ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔ اور مشرکوں میں سے اگر کوئی تجھ سے پناہ مانگے تو اسے پناہ دے یہاں تک کہ وہ کلام الٰہی سن لے۔ پھر اسے اس کی محفوظ جگہ تک پہنچا دے۔

اس تعلیم اور فلسفہ کے تناظر میں فتح مکّہ کے سارے واقعات کا جائزہ لیں تو ان میں ایک واقعہ بھی ایسا نہیں ملے گا جو اس تعلیم کے خلاف ہو، جس میں کسی کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور کیا گیا ہو۔ معافی دی گئی، امان دی گئی، اسلام کی دعوت بھی دی گئی لیکن کسی کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے کوئی شرط نہیں لگائی گئی اور نہ ہی کسی پر جبر کیا گیا۔ یہ وہی لوگ تھے جنہوں نے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ پر مسلسل اکیس سال جبر و تشدّد کیا اور جنگوں کو مسلّط کئے رکھا نیز حدیبیہ میں بیت اللہ کے عمرہ سے بھی روکا۔ ظلم و تعدّی کا کوئی حربہ ایسا نہ تھا جو انہوں نے استعمال نہ کیا تھا۔ شاید ہی کوئی ایسا مسلمان ہوگا جو اپنے وجود پر اُن کی بربریّت کے نشان نہ سجائے پھرتا ہو۔ آج جب مکّہ مکمل طور پر فتح ہو چکا تو وہ سب آپؐ اور آپؐ کے صحابہؓ کے قبضہ میں آئے تو ان کو، ہاں انہی کو مخاطب کرتے ہوئے آپؐ نے عام معافی کا اعلان کیا اور فرمایا

"لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ اِذْهَبُوْا اَنْتُمُ الطُّلَقَآءُ"

(ابن ہشام غزوہ فتح مکّہ)

کہ آج تم پر کوئی الزام نہیں۔ جاؤ تم آزاد ہو۔ اس اعلان میں آپؐ نے سب کو کھلی چھٹی دے دی کہ وہ اسلام قبول کرنا چاہیں تو اپنی مرضی سے کریں اور اگر اپنے پرانے مذہب پر قائم رہنا چاہیں تو بھی آزاد ہیں۔ یہ ماحول تھا جو اسلام نے انہیں مہیّا کیا۔ انہیں جسمانی آزادی ہی نہیں دی بلکہ ضمیر اور خیال کی آزادی بھی دی۔ یہ آزادی اشاعتِ حق کے لئے بنیادی کلید بنی جس نے جبر و استبداد کے تصوّرات کو ہمیشہ ہمیش کے لئے تالے لگا دیئے۔

اس اعلان کے ذریعہ مکّہ کا ہر شخص کلّیۃً آزاد تھا۔ بعض دوسرے رؤساء کی طرح وہاں کا رئیس صفوان بن امیّہ بھی مسلمان نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ فتح مکّہ سے چند دن بعد غزوۂ حنین کے لئے جب اسلحہ کی ضرورت پڑی تو آنحضرت ﷺ نے اس سے کچھ ہتھیار اور رقم قرض مانگی۔ اس پر وہ کہنے لگا کہ کیا آپؐ اپنی حکومت کے زور سے میرا مال چھیننا چاہتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہم صرف مستعار مانگتے ہیں اور اس کے لئے ضمانت بھی دینے کے لئے تیّار ہیں۔ اس وضاحت کے بعد وہ یہ چیزیں مستعار دینے پر راضی ہوا۔ البتہ جب غزوۂ حنین کے بعد آپؐ نے اسے اس کا قرض واپس کیا اور سو اونٹ مزید بھی دیئے تو اس وقت بغیر کسی بیرونی تحریک کے خدا تعالیٰ نے اس کا دل آنحضرت ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اسی طرح یہ اس آزادی کا نتیجہ تھا کہ اَسّی مشرک آنحضرت ﷺ سے خود اجازت لے کر آپؐ کے ساتھ طائف والوں سے جنگ کے لئے نکلے۔ ان میں یہی صفوان بن امیّہ بھی اپنی مرضی سے شامل تھا۔ ان کے علاوہ کئی مشرک عورتیں بھی اس لشکر کے ہمراہ حنین گئی تھیں۔ ایک شخص جس کا نام شَیبہ بن عثمان حجبی تھا۔ آنحضرت ﷺ کو قتل کرنے کے ارادہ سے اس لشکر میں شامل تھا۔ یہ عین جنگ کے دوران اعجازی نشان دیکھ کر خود مسلمان ہو گیا تھا۔ (زرقانی) بعینہٖ مکّہ کے لوگوں کو ان کے دین پر قائم رہنے کے لئے کھلا چھوڑ دیا گیا تھا۔ جس کی وجہ سے ان میں سے بہت سے ایسے بھی تھے کہ باوجود اس کے کہ جنگ میں ساتھ دینے کے لئے آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے مگر دین کے لحاظ سے وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے۔

پس اس سے یہ بھی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ صرف جنگ میں شامل ہونے والے مشرکوں کی تعداد اسّی سے زیادہ تھی تو باقی اور کتنے ہی اَن گنت تھے جو اپنے پرانے دین پر قائم رہے۔ پس صاف ظاہر ہے کہ

آنحضرت ﷺ نے یا کسی مسلمان نے سرّاً یا اعلانیۃً کسی غیر مسلم کو اسلام قبول کرنے پر پابند نہیں کیا۔اس طرح پوری جامعیت کے ساتھ الٰہی حکم ''لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ'' کا عملی نمونہ ظاہر ہوا۔

آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے خلفاء کی سنّت سے بالکل واضح ہے کہ کسی بھی علاقہ کی رعایا کو فتح کے بل بوتے پر یا صلح کے بعد زبردستی مسلمان نہیں بنایا گیا۔یہی وجہ تھی کہ مدینہ اور خیبر کے یہودی، بحرین اور نجران کے عیسائی اور بیت المقدس کے یہود و نصاریٰ آزادیٔ مذہب وضمیر پر مشتمل اسلام کی اس حسین تعلیم کو داد وتحسین پیش کرتے تھے۔

سر ولیم میور بھی اس تعلیم پر مبنی آنحضرت ﷺ کے عمل کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

''گو شہر مکّہ نے آنحضرت ﷺ کو طوعاً و کرہاً قبول کرلیا مگر وہاں کے تمام باشندوں نے پھر بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا۔ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شاید آپؐ کا یہ منشاء تھا کہ اہلِ مکّہ کو مدینہ کے طور پر چھوڑ دیا جائے کہ رفتہ رفتہ خود بخود بلا جبر واکراہ اسلام میں داخل ہوتے جائیں گے۔''

(لائف آف محمدؐ جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ بحوالہ فصل الخطاب)

اس نے یہ بھی لکھا کہ

''محمد (ﷺ) نے مکہ کے ان لوگوں کے ساتھ جس وسعتِ ظرفی کا سلوک کیا جنہوں نے آپؐ کو ایک لمبا عرصہ نفرت وحقارت کا نشانہ بنایا تھا، قابلِ تحسین ہے۔آپؐ نے ان کے تمام پرانے قصوروں کو معاف کرتے ہوئے ان کے ساتھ عفو کا سلوک کیا۔اس کے لئے ایک بڑے اور گداز دل کی ضرورت ہوتی ہے۔اس کا فائدہ گو آپؐ ہی کو پہنچا کہ آپؐ کے آبائی شہر کے سب لوگ آپؐ سے وابستہ ہونے لگے اور چند ہفتوں کے بعد ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ان میں سے دو ہزار افراد آپؐ کے پہلو میں کھڑے بڑی وفاداری کے ساتھ برسرِ پیکار ہیں۔''

(لائف آف محمد صفحہ ۳۹۸ فتح مکّہ)

یہ اس شخص کا اقرار ہے جو کوئی موقع اعتراض کا نہیں چھوڑتا۔اس نے تاریخ اسلام اور سیرت نبویؐ پر مشتمل کتب کو اچھی طرح کھنگالا ہے۔آنحضرت ﷺ کے کردار کی عظمت تھی کہ باوجود کوشش کے وہ ایک نظیر بھی ایسی پیش نہیں کر سکا کہ جس سے یہ ظاہر ہوسکتا کہ کسی ایک شخص یا خاندان یا قبیلہ یا قوم کو بزورِ شمشیر مسلمان بنایا گیا ہو۔

دین میں داخل کرنے کے لئے کسی کو مجبور کرنا، دراصل دین کی مبادیات سے ہی متصادم ہے۔ قریشِ مکّہ کا یہی فساد تھا کہ وہ ظلم وتشدّد کے ذریعہ ایمان کی راہ کو مسدود کرنا چاہتے تھے۔ان کے اس فعل کے خلاف قرآن کریم نے جنگ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا تھا۔

'' وَ قَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا، اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۝''

(البقرۃ:۱۹۱)

یعنی جو تم سے جنگ نہیں کرتا اور تم پر جبر و تشدّد نہیں کرتا اس سے جنگ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔پس جس طریق کے خلاف قرآنِ کریم نے خود حکم دیا ہے، وہ اسی پر چلنے کی تلقین کس طرح کر سکتا ہے؟ اسلام راہِ ہدایت ہے جو دلوں میں سچائی راسخ کرتا ہے اور پھر انہیں فتح کرتا ہے۔از راہِ ظلم جسموں کو اپنی طرف مائل کرنا نہ اس کا پیغام ہے نہ طریق۔

☆☆☆

خدمتِ خلق کے بارہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد:

''یہاں ایک اور بات بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جماعتی سطح پر یہ خدمت انسانیت حسب توفیق ہو رہی ہے۔ مخلصین جماعت کو خدمت خلق کی غرض سے اللہ تعالیٰ توفیق دیتا ہے، وہ بڑی بڑی رقوم بھی دیتے ہیں جن سے خدمت انسانیت کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے افریقہ میں بھی اور ربوہ اور قادیان میں بھی واقفین ڈاکٹر اور اساتذہ خدمت بجالا رہے ہیں۔لیکن میں ہر احمدی ڈاکٹر، ہر احمدی ٹیچر اور ہر احمدی وکیل اور ہر احمدی جو اپنے پیشے کے لحاظ سے کسی بھی رنگ میں خدمت انسانیت کر سکتا ہے، غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آسکتا ہے، ان سے یہ کہتا ہوں کہ وہ ضرور غریبوں اور ضرورتمندوں کے کام آنے کی کوشش کریں۔ تو اللہ تعالیٰ آپ کے اموال و نفوس میں پہلے سے بڑھ کر برکت عطا فرمائیگا انشاء اللہ۔ اگر آپ سب اس نیت سے یہ خدمت سرانجام دے رہے ہوں کہ ہم نے زمانے کے امام کے ساتھ ایک عہد بیعت باندھا ہے جس کو پورا کرنا ہم پر فرض ہے تو پھر دیکھیں کہ انشاءاللہ، اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور برکتوں کی کس قدر بارش ہوتی ہے جس کو آپ سنبھال بھی نہیں سکیں گے۔''

(خطبہ جمعہ ۱۲ ستمبر ۲۰۰۳ء)

ہر احمدی وقفِ عارضی کرے

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کا ارشاد!

"چاہیئے کہ ایسے آدمی منتخب ہوں جو تلخ زندگی کو گوارا کرنے کے لئے تیار ہوں اور ان کو باہر متفرق جگہوں میں بھیجا جاوے بشرطیکہ اُن کی اخلاقی حالت اچھی ہو اور تقویٰ اور طہارت میں نمونہ بننے کے لائق ہوں۔ مستقل، راست قدم اور بُردبار ہوں۔ اور ساتھ ہی قانع بھی ہوں مسائل سے واقف اور متقی ہوں کیونکہ متقی میں ایک قوتِ جذب ہوتی ہے وہ آپ جاذب ہوتا ہے، وہ اکیلا رہتا ہی نہیں۔۔۔اور جو اس راہ میں مرجائیں گے وہ شہادت کا درجہ پائیں گے۔"

(ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۴۱۵، ۴۱۶)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ فرماتے ہیں:

"مربّیوں کو بھی چاہیئے اور عام عُہدیداران کو بھی چاہیئے بلکہ ہر احمدی کو چاہیئے کہ وہ اپنے نفس کو بھی اور اپنے بھائی کو بھی یہ تلقین کرے کہ وہ وقفِ عارضی میں شامل ہو۔ اِس میں شک نہیں کہ یہ ایک قربانی کی راہ ہے اور یہ راہ تنگ ہے لیکن اِس میں شک نہیں کہ قربانی کی راہوں پر چلے بغیر ہم اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل نہیں کرسکتے۔"

(خطبہ جمعہ۔ الفضل ۲۷ اگست ۶۹ء صفحہ ۵)

وقفِ عارضی اصلاحِ نفس کا ذریعہ ہے

"تحریک وقفِ عارضی کا دوسرا بڑا فائدہ یہ ہے کہ جو لوگ وقفِ عارضی پر جاتے ہیں اُن کو اپنے نفس کا بعض پہلوؤں سے محاسبہ کرنا پڑتا ہے۔ جانے سے قبل انہیں اپنی بعض کمزوریوں کی طرف توجہ ہو جاتی ہے اور دُعاؤں کی طرف اُن کی توجہ مائل ہو جاتی ہے یعنی وقفِ عارضی پر جانے کی جو تیاری ہے اس کا بڑا حصّہ یہ ہے کہ وہ دعاؤں کی طرف متوجہ ہوتے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرتے یا انہیں تازہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جانے سے پہلے کتب کا زیادہ مطالعہ کرتے ہیں اور کچھ کتب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ وہ سوچتے ہیں اور اپنی عقلوں اور کمزوریوں پر نگاہ رکھتے ہیں اور انہیں دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اُن کے اندر یہ جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب وہ دوسری جگہ جائیں تو لوگوں کے لئے نیک نمونہ بنیں، اُن کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بنیں۔ چنانچہ وقفِ عارضی کے وفود نے دُعاؤں کی برکات سے بہت فائدہ اُٹھایا ہے۔"

(روزنامہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۷۷ء)

پھر حضور فرماتے ہیں

اصلاح و ارشاد ہر احمدی کا فرض ہے!

"وقفِ عارضی کی ضرورت بہت ہے۔ بات یہ ہے کہ جماعت کا ایک حصّہ بُھول گیا ہے کہ افرادِ جماعت خود مربّی سلسلہ ہیں اور مربّیوں کی تعداد میں جو تھوڑا سا اضافہ ہوا ہے وہ کافی نہیں۔ جماعت سمجھتی ہے کہ اصلاح و ارشاد کا کام مربّیوں کا ہے حالانکہ ہر احمدی کو بڑی توجہ کے ساتھ اصلاح و ارشاد کا کام کرنا چاہیئے۔ یہ توجہ پیدا کرنے کے لئے اور جماعت میں اصلاح و ارشاد کا شوق پیدا کرنے کے لئے مَیں نے عارضی وقف کی سکیم جاری کی ہے۔ اس میں روحانی فوائد بھی ہیں اور جسمانی فوائد بھی۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۶۶ء الفضل ۳ نومبر ۷۹ء صفحہ ۶)

نوٹ: وقفِ عارضی کی بابرکت تحریک میں حصہ لینے کے خواہشمند احباب ڈاکٹر ظہیر احمد باجوہ صاحب سے مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ کریں:

2141 Leroy Place, N.W.
Washington, D.C. 20008
Phone: 1(202) 232-3737

مسلم سنرائز کے پرانے شمارے

بعض نان مسلم محققین کو اپنی تحقیق کے لئے رسالہ مسلم سنرائز کے پرانے شماروں یا ان کی نقول کی ضرورت ہے۔ آپ کے پاس ۱۹۹۸ء سے پہلے کے شمارے ہوں تو وہ شمارے یا ان کی نقول یا ان کی فہرست مندرجہ ذیل پتے پر مجھے بھجوا کر ممنون فرمائیں۔

جزاکم اللہ خیراً۔

خاکسار۔ سید ساجد احمد

305 University Village
Fargo, ND 58102

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
وعلی عبدہ المسیح الموعود
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

لندن

مکرم امیر صاحب جماعت احمدیہ امریکہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کی طرف سے اور صدر صاحب جماعت احمدیہ ہیوسٹن کی طرف سے بھی فیکسز ملی ہیں کہ میں جماعت احمدیہ ہیوسٹن کی نئی تعمیر شدہ مسجد کے افتتاح کے موقعہ پر پیغام بھجواؤں۔

الحمدللہ کہ جماعت احمدیہ ہیوسٹن کو ایک خوبصورت مسجد تعمیر کرنے کی توفیق ملی ہے۔ اللہ بہت مبارک فرمائے اور تمام مالی قربانی کرنے والوں کو جزائے خیر دے اور ان کے اموال اور نفوس میں برکت ڈالے۔ اسی طرح مساجد سے وابستہ تمام برکات سے اس علاقہ، اس شہر اور جماعت احمدیہ کے ہر فرد کو فیضیاب فرمائے۔ میں نے بیت الفتوح لندن کے افتتاح کے موقع پر جماعت کو یہ پیغام دیا تھا کہ ہمیں مستقل کوشش کے ساتھ جدوجہد کرتے ہوئے اس مسجد کو آباد کرنا ہوگا۔ آپ کو بھی میرا یہی پیغام ہے اور ایک دائمی پیغام ہے کیونکہ مساجد کی تعمیر کی اصل غرض و غایت یہی ہے کہ ان میں خدا کے بندے خدائے واحد و یگانہ کی عبادت کے لئے جمع ہوں اور مساجد کی اصل زینت ان کے نمازیوں کے ساتھ ہی وابستہ ہے۔ پس آپ کا اصل کام اب شروع ہوا ہے کہ

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام

آپ نے خالص اللہ کی خاطر عبادت کرنے والے نمازیوں سے اس مسجد
کو آباد کرنا ہے۔ اللہ آپ کو اپنے خالص عبادت گزار بندوں میں
شامل کرے اور یہ مسجد ایسے ہی عبادت گزار بندوں سے بھری رہے۔
دوسرے میری آپ کو یہ نصیحت ہے کہ خلافت کے استحکام کے لئے ہمیشہ
کوشش کرتے رہیں اور اپنی اولاد در اولاد کو ہمیشہ خلافت سے
وابستہ رہنے کی اور اس کی برکات سے مستفیض ہونے کی تلقین کرتے
رہیں اور برکاتِ خلافت کے تذکرے اپنے گھروں میں اپنے ماحول اور
مجالس میں اور اپنے اجلاسات میں کرتے رہیں۔ مساجد کی آبادی اور
خلافت کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لینا لازم و ملزوم ہیں۔ حقیقی عبادت
کا قیام خلافت کے بغیر ممکن نہیں۔ اس لئے جہاں آپ مسجد کو آباد
رکھنے کے لئے مستقل جدوجہد کرنے کا عزم کریں گے۔ وہاں خلافت کے
استحکام اور اس سے وفا کا تعلق قائم رکھنے کا بھی عزم کریں۔ کان اللہ
معکم۔ اللہ آپ کی جھولیاں خیر و برکت سے بھر دے۔ آپ کو دین و دنیا
کی حسنات سے نوازے۔

والسلام
خاکسار
مرزا مسرور احمد
خلیفۃ المسیح الخامس